Resized

Aafaque Ehsen's IdeaMines Sites
for the public good
علم اپناؤ - خوشحالی پاؤ

Some of the .pdf files we download from the Internet are not fit enough for direct upload to our servers.

We enhance the scan quality of such files, resize the pages to a standard size which is reasonably readable and then upload them.

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

بسرپرستی انڈین کرسچن کانفرنس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۸۰

مسیحی لاہور

جنوری ۱۹۲۵ء

جلد ۱ نمبر ۸

ہندوستانی مسیحیوں کا مذہبی اخلاقی علمی تمدنی ماہواری رسالہ

(۱) ایڈیٹرز (۱) مسٹر [illegible] رام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن ہائی سکول ۔ ایڈیٹر انچیف

(۲) مسٹر آئیون جیکب صاحب ایم بی اے بی ٹی جائنٹ ایڈیٹر ۔

Kahn Singh

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

جدید

اُردو کی [illegible]

احادیث اہل اسلام ۔ مولفہ پادری گولڈ سیک صاحب احادیث کا آغاز۔ سند و صحت۔ تالیف و تقسیم۔ احادیث و بائبل قرآن اور عقل صفحہ ۱۳۲ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

الغزالی مصنفہ پادری ایس۔ ایم۔ زویمر صاحب امام غزالی کی پیدائش تعلیم۔ سیاحت۔ تصنیف اخلاقی تعلیم امام غزالی بحیثیت صوفی اسکی تصانیف میں یسوع مسیح قابل مطالعہ تصنیف ہے معہ تصاویر بلاک صفحہ ۲۴۲ عہ ر

آسمان کی بادشاہت مصنفہ پادری اے۔ ای۔ ٹی صاحب مضمون نام سے ظاہر ہے صفحہ ۵۸ ۲ر

الطریقت ۔ از پادری جے ٹیکل صاحب تصوف۔ باطنی طریقہ کی منزلیں کامل روحانی راہنما۔ مسیح اور روحانی اتحاد اور مسیحی تحصیل صفحہ ۹۳ ۴ر

دلچسپ اور نصیحت آموز ۵۰ کہانیاں ۔ بچوں کے لئے پادری عنایت اللہ صاحب کی یہ کہانیاں بہت عمدہ و سبق آموز ہیں صفحہ ۱۱۱ ۵ر

بادی النساء ۔ مسز میری وڈ ایلن صاحبہ ایم ڈی کی انگریزی کتاب کا ترجمہ۔ جو جوان مستورات کیلئے جسم کی حفاظت۔ خوراک نیند تنفس تنگ لباس کے نقائص۔ ورزش غسل۔ دماغ۔ لڑکی کا سن بلوغت امراض نسوان تخلیہ کی عادات مذموم۔ سامان تفریح وغیرہ کے متعلق حقیقی راہنما ہے۔ صفحہ ۲۳۸ ۔۔ ۱۲ر

حالات و تعلیمات مسیح ۔ مسیح کے واقعات پیدائش و لڑکپن تعلیمات معجزے دکھ اور موت قیامت و صعود صفحہ ۲۴۳ ۳ر

حیات المسیح ۔ پادری طالب الدین صاحب مرحوم کی تالیف ہے اب دوسری بار بعد نظر ثانی آسان اردو میں شائع ہوئی ہے صفحہ ۲۴۱ ۔ ۱۲ر

انسان کیا ہے؟ از پادری ڈبلیو۔ آر۔ ڈبلیو۔ گارڈنر صاحب ابتدائے انسان۔ اسکی فطرت اسکی پیدائش کا مقصد صفحہ ۶۰ ۲ر

کرنتھی مسیحیوں کو پولوس رسول کے دوسرے خط کی تفسیر ۔ از پادری جے جے لکس صاحب صفحہ ۳۳۸ عہ ر

مسیح کی موت کے مختلف پہلو ۔ مسیح کی موت۔ زندگی کا دروازہ۔ موت تک محبت۔ بہادرانہ راہنمائی۔ اور موت پر غالب آنے والی موت ہے۔ مسیح کی موت کا رشتہ۔ صفحہ ۳۳ ۲ر

المشتہر

سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انار کلی لاہور

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

4

Sir James Ewing, D. D., LL. D.,
C. I. E.,

Sometimes
PRINCIPAL
FORMAN CHRISTIAN COLLEGE, LAHORE;
VICE-CHANCELLOR
Punjab University,

AND NOW
President, Board of
Foreigns Mission, U.S.A.

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	نئے سال کا تحفہ	ڈاکٹر۔ آئی۔ یو۔ ناصر صاحب لاہور	۱
۲	سلسلہ مشاہیر قوم۔ سوانح عمری ڈاکٹر یوینگ صاحب۔	ایڈیٹر	۳
۳	نیا سال	پادری رحمت مسیح صاحب۔ واعظ	۹
۴	خداوند مسیح	سوغات جناب پادری رحمت مسیح۔ واعظ	۱۳
۵	خیالات برائے کرسمس ۱۹۲۴ء	صداقات فرستادہ جناب چوہدری جلال الدین عنبر	۱۶
۶	پنجابی نظم۔ کافی	نتیجۂ فکر مسٹر جاشوا فضل الدین صاحب	۱۹
۷	خداوند مسیح کی آمد اور فرقہ اناث	ثمرۂ خیالات جناب پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے	۲۰
۸	انسانی زندگی	نتیجۂ افکار مسٹر پی۔ این۔ بھنوت صاحب	۲۳
	حصہ دوم	" " " " " "	۲۷
۹	نوٹ اور خبریں	ایڈیٹر	۳۱

کل خط و کتابت متعلق مضامین وغیرہ بنام مسٹر کے۔ ایل۔ رلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل سکول ہونی چاہیئے ۔ باقی خط و کتابت و ترسیل زر چندہ۔ عطیہ وغیرہ بنام مسٹر ٹی۔ خان۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ مسٹر رنگ محل مشن سکول لاہور آنی چاہئیں۔ قیمت سالانہ پیشگی معہ محصول ڈاک دو روپے آٹھ آنے (عہ/۸) ۔ ۵۰ سے کم آمدنی والوں کیلئے فقط دو روپے (عہ) ۔

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

6

نئے سال کا تحفہ

از ڈاکٹر۔ آئی۔ یو۔ ناصر لاہور

۱۔ بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سال کے پہلے مہینے کی ایک خاص منزلت تھی۔ جس وقت اسرائیلی لوگ ملک مصر سے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے خدا نے اُس مہینے کو اُن کے سال کا پہلا مہینہ ٹھیرایا (خروج ۱۲: ۲) اور پھر اُسی مہینے کی چودھویں تاریخ فسح کی عید منانے کے لئے مقرر کی (خروج ۱۲: ۱۸) تاکہ مصر کی غلامی سے آزاد ہونے کی یادگاری قایم کی جائے۔ اور سال بسال فسح کا برہ اُن کو یاد دلایا کرے کہ جب خدا نے ملک مصر کے پہلوٹھوں کو مارا تو برے کے خون کے نشان نے اُن کو ہلاک کرنے والے فرشتے کی تلوار سے محفوظ رکھا۔ یہ عید اُن کو ہر سال منانی پڑتی تھی۔ مگر خدا کا شکر ہو کہ ہم کو جو شیطان کی غلامی سے چھُوٹ گئے ہیں قربانی بار بار چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمارے سردار کاہن نے ایک بار اپنے آپ کو قربان کر کے ہمیشہ کے لئے ہمارے گناہوں کا کفارہ دیدیا ہے۔ اِس لئے ہم سال کے پہلے مہینے میں خدا کے اس بے بہا فضل کے لئے اُس کا شکر کریں۔

۲۔ جب شاہ حزقیاہ نے بنی اسرائیل میں اصلاح شروع کی تو اُس نے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو خداوند کے گھر کے دروازوں کو کھولا اور اُن کی مرمت کی (۲ تواریخ ۲۹: ۳) یہ نوروز دل کے دروازے کھولنے کا دن ہے تاکہ یسوع بادشاہ ہمارے دل کے اندر داخل ہو کر سال بھر بلکہ عمر بھر ہماری زندگی کا بادشاہ ہو۔

۳۔ اسی نوروز پر جلاوطنی سے واپس آنے کے بعد عزرا کے زیر انتظام یہودیوں کی ایک پنچائیت نے تجویز کیا کہ جن لوگوں نے اجنبی عورتیں بیاہ لی تھیں اُن کو چھوڑ دیا جائے اور اُنہوں نے قسم کھا کر اقرار کیا کہ ہم اپنی بیویوں کو طلاق دیں گے اور پھر اپنے گناہ کا کفارہ دیا (عزرا ۱۰: ۷ و ۱۸) اِس نئے سال میں ہر ایک شخص اپنے دل میں ارادہ باندھ لے کہ اگر کوئی ناپاک خیال میرے دل میں ہے یا میں کسی گندی علوت میں مبتلا ہوں تو مَیں ہمیشہ کے لئے اُس کو چھوڑ دونگا۔ اور آئیندہ کے لئے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے مسیح کی آڑ میں پناہ لوں گا۔

۴۔ پھر جب خدا کی ہیکل مدت تک بند رہنے کے سبب سے غلیظ حالت میں تھی

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

تو لکھا ہے کہ کاہن خداوند کے اندرونی گھر میں اُس کے پاک کرنے کو داخل ہوئے اور وُہ ساری نجاست کو جو خداوند کی ہیکل میں موجود تھی باہر لائے اور اُسے اُٹھا کر قدرُون کے نالے میں ڈال دیا۔ اور پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو اُنہوں نے تقدیس کا کام شروع کیا (۲ تواریخ ۲۹: ۱۶ و ۱۷) یہی کام ہم کو اس نئے سال کے شروع میں کرنا ہے۔ اگر ہم نے مدت سے اپنے دل کی صفائی کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور اپنی غفلت سے اُس میں نجاست جمع ہونے دی ہے تو آج اُس کو اچھی طرح سے پاک کر کے سارے کوڑے کرکٹ کو اُس نالے میں ڈال دیں جو کلوری پہاڑ سے نکلتا ہے۔ اگرچہ ہیکل کی صفائی سال کے شروع میں کی گئی تو بھی ضرور تھا کہ روز بروز اس کو صاف کیا جائے۔ اور گرد و غبار اُس میں جمع ہونے نہ پائے۔ یہی خیال اس نئے سال میں ہمارے سامنے رہے کہ ہمیں ایک بار پاک ہو کر غافل نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ ہم خدا کی مدد سے اس سال میں ہر روز اپنے دل کو صاف و پاک رکھیں ◆

(ناصر)

کرسمس کے موسم کا شادیوں سے ایسا ہی تعلق ہو گیا ہے۔ جیسا آفتاب کو مشرق سے یا مینہ کو ساون بھادوں سے۔ بجلی کو بادل سے۔ اس دفعہ بھی اکٹھی ۵ شادیاں ہونے والی ہیں۔ پہلی شادی راج موہنی سنگھا دختر مسٹر راجو سنگھا مرحوم کی مسٹر شوویر کمار رُودرا ایم۔ اے کے ساتھ جو ہمارے بزرگ پروفیسر رُودرا سابق پرنسپل دہلی سینٹ سٹیفنز کالج کے صاحبزادے ہیں۔ دولہا میور کالج الہ آباد میں علم سیاست مدن کے لکچرار ہیں اور کیمبرج سے تعلیم پا کر آئے ہیں۔ یہ شادی ۲۶ دسمبر کو بڑی دھوم دھام سے لاہور ٹرنیٹی چرچ میں ہوگی اور مسٹر جی۔ سی چیٹرجی۔ آئی۔ ای۔ ایس کے مکان پر دعوت کا انتظام کیا گیا ہے۔ دوسری شادی ہماری قوم کے بزرگ پادری جیون مل گوجرانوالہ کی لڑکی ڈیزی کی مسٹر پی۔ رائے صاحب سے ہے۔ تیسری مسٹر جیمس ہمفری اور مس ریچل لوتھر کی۔ چوتھی مسٹر جوہن رتن چند سٹینو گرافر دفتر ڈپٹی کمشنر بہادر کی شادی پٹیالے کے مسٹر سوہن لعل کی صاحبزادی کے ساتھ۔ پانچویں مسٹر نتھانیل کی مس لائل کے ساتھ ◆

پادری اینڈروز ٹھاکر داس صاحب کی آمد آمد ہے اور ہماری آنکھیں لگی ہوئی تھیں کہ وُہ ماہ دسمبر میں آجائینگے مگر چند وجوہات کے باعث وُہ جنوری سے پہلے روانہ نہیں ہو سکتے۔ غالباً وُہ ماہ فروری کے آغاز میں لاہور میں رونق افروز ہوں گے ◆

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

سلسلۂ مشاہیرِ قوم

جائے اُستاد خالیست

یعنی

ہمارے بزرگ سر جیمس یونگ صاحب کے مختصر حالاتِ زندگی

آپ امریکہ کے ایک بڑے پُرانے اور نامور خاندان سے ہیں جو اُس نئے برِ اعظم میں بہت عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ہمارے بزرگ نے تو اس خاندان کا شہرہ فلک الافلاک پر پہنچا دیا اور ہندوستان جنت نشان اور اُس سلطنت میں جس پر خدا کے فضل سے سُورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اپنے آفتابِ شہرت کو نصف النہار تک بلند کر دیا ہے۔

ان کے خاندان کے تین ساڑھے تین ہزار آدمی ایسے ہیں جن کے نام کے آخر میں لفظ یونیگ لگتا ہے۔ اسی بات سے اِس خاندان کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جیمس ہنری یونیگ اور پادری ٹامسن۔ آر۔ یونیگ مرحوم ڈی ڈی کے نام سے امریکہ کا بچہ بچہ واقف ہے۔ سنہ ۱۷۲۰ء یعنی ٹامسن یونیگ صاحب اور ان کی اہلیہ میری ہاسکل کی شادی کے وقت سے اب تک تخمیناً ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ اس خاندان کے شرکا ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے بڑی بڑی خدمات کی ہیں

ہمارے بزرگ کے والد مرحوم جیمس ہنری یونیگ صاحب تھے اور آپ کی والدہ ایلا نور جین رہتی تھیں۔ آپ کے ماں باپ بڑے زاہد و پارسا تھے۔ اور صبح شام کی دُعاؤں میں اُن قوموں کو یاد کرتے تھے۔ جو اب تک خداوند مسیح سے ناآشنا تھیں۔ جیمس ہنری [illegible] کلیسیا کے پاسبان تھے اور یہ آپ کی دُعاؤں ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے تین صاحبزادوں نے انجیل کی خدمت اختیار کی۔

ہمارے بزرگ کا پُورا نام جیمس کار وتھرز رہی یونیگ ہے۔ آپ ۲۳ جون سنہ ۱۸۵۵ء میں ضلع آرمسٹرانگ واقع پنسلوینیا میں پیدا ہوئے۔ چند سال تعلیم کا

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کام کیا اور سالٹس برگ اکاڈمی اور واشنگٹن اور جیفرسن کالج میں تعلیم حاصل کرتے رہے ۱۸۷۶ء میں آخرالذکر کالج سے بی۔اے پاس کیا۔ اور ۱۸۷۹ء میں ویسٹرن تھیولوجیکل کالج کے گریجوایٹ بنے۔ آپ کا اسی سال تقرر ہوا اور ہندوستان کی دینی خدمت بورڈ آف فارن مشنز کی طرف سے آپ کے سپرد ہوئی۔ اس وقت سے لیکر ۱۹۲۲ء تک آپ ہندوستان میں کام کرتے رہے۔ شروع شروع میں الہ آباد مین پوری اور سہارنپور میں تعینات ہوئے۔ ۱۸۸۸ء میں آپ لاہور میں فورمن کرسچن کالج کے پریزیڈنٹ بن کر آئے اور ۲۲ برس اس حیثیت میں کام سرانجام دیا۔ ۱۹۰۰ء یعنی جنگ مابین سپین اور امریکہ کے اختتام پر آپ کو بورڈ آف فارن مشنز نے چندماہ کے لئے جزائر فلپی میں بھیجا تاکہ آپ وہاں تبلیغ کے کام کی بنیاد ڈالیں۔

۱۹۰۵ء میں ایک اعزاز غیر مترقبہ حاصل ہوا یعنی قیصر ہند کا طلائی تمغہ درجہ اوّل کا ملا۔ یہ ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ صلح جو کی طرف سے آپ کی مختلف خدمات کے صلے میں عنایت ہوا جس سے عوام و حکام نے ان کی حسن کارکردگی کا اعتراف کیا خصوصاً جو آپ سے بحیثیت چیرمین کمیٹی برائے امداد زلزلہ زدگان ظہور میں آئی تھیں۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز ہماری گورنمنٹ کے پاس نہیں جو اُن اشخاص کو بخشا جاتا ہے جو رفاہ عام کے کام کو بخوبی سرانجام دیتے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر ہمارے لاہور کے ایک اُردو کے اخبار نے لکھا کہ ہمارے نیک دل ڈاکٹر یوئینگ کے نام سے تعلق رکھنے کی وجہ سے خود اس تمغہ کی وقعت دوبالا ہو گئی ہے"۔

ہمارے بزرگ جب ۱۸۹۶ء میں چھٹی لیکر امریکہ گئے تو اُن کو وسٹر یونیورسٹی کا پریزیڈنٹ منتخب کرلیا گیا۔ اور کوئی ان کی جگہ ہوتا تو اس کام کو سمجھتا کہ بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا۔ مگر ہمارے بزرگ کی نگاہوں میں اُن کا اپنی زندگی ہندوستان کے لئے مخصوص کردینا زیادہ قابل قدربات تھی۔ اس لئے اُنہوں نے اُس بڑی تنخواہ کی جو اس عہدے پر مامور رہکر اُن کو ملے جاسکتی تھی۔ ذرا پرواہ نہ کی اور جس طرح مرغ گرفتار قفس سے رہائی پاکر گلزار میں اپنے آشیان کی طرف خوش خوش آتا ہے۔ آپ اس کام سے اپنا پیچھا چھڑا کر امریکہ سے ہندوستان میں آگئے۔ جب تک آپ چھٹی پر رہے اہل امریکہ کو جگہ جگہ دورے فرماکر غیر مسیحی دُنیا کی جانب ان کے فرائض سے آگاہ کرتے رہے۔

۱۹۰۶ء میں آپ کی امریکن یونیورسٹی نے آپ کو ایل۔ایل۔ڈی کی ڈگری عنایت کی

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

اور فروری ۱۹۱۰ء میں آپ کو پنجاب یونیورسٹی کا وائس چانسلر منتخب کیا گیا۔ لاہور کے مشہور و
دلپسند اخبار ٹریبیون کے ۱۲ فروری ۱۹۱۰ء کے پرچے نے اس عہدے کی وقعت اور
اُس عزت کی قدر اور ہردلعزیزی پر جو ہمارے بزرگ کو ہندو اور مسلمانوں کی نگاہوں میں حاصل
ہے۔ ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے "ہم صدق دل سے آنریری چانسلر اور یونیورسٹی کو بادری
ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر یوینگ صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی کو وائس چانسلری کے
لئے منتخب فرمانے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خود اپنے نئے وائس چانسلر کو نہائیت ادب سے
اس تقریب پر تہنیت کہتے ہیں۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ڈاکٹر یوینگ کی نسبت جن کو اضافہ
ذمہ واریوں کے ساتھ ساتھ بلاشبہ رفاہِ عام کے موقعے بھی زیادہ ملیں گے۔ یونیورسٹی دراصل
مبارکبادی پانے کی زیادہ مستحق ہے۔ کیونکہ اُسے ڈاکٹر یوینگ جیسے مرتبے اور فضیلت کا آدمی دستیاب
ہوا ہے تاکہ اس کے کاروبار کو چلائے۔ ہر شخص اس امر میں کمال ہم رائے تھا کہ ایسے بڑے عہدے
کا حق ڈاکٹر یوینگ ہی ادا کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ دیکھ کر واقعی بہت خوشی ہوئی کہ سر لوئی ڈین
صاحب نے اس موقعے پر سب کی توقع کو نہائیت عمدگی سے پورا کر دیا۔ ہر بڑے اور شریفانہ کام
کے حامی میں ہندوستانیوں کی تمدنی اخلاقی اور اقتصادی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ ڈاکٹر یوینگ
سچے ہادی عمدہ صلاح کار اور حقیقی رفیق ثابت ہوتے ہیں۔ اور ایسے کاموں میں بڑی ہمدردی
اور پوری پوری امداد دیتے ہیں۔ فورمن کرسچن کالج کے سر ہونے کی حیثیت سے جو کہ ایک
نہائیت اعلیٰ درجے کا کالج ہے۔ ڈاکٹر یوینگ ایک عرصے دراز سے کالج کے طلبا کو جو سینکڑوں
کی تعداد میں ہر سال نکلتے ہیں۔ دماغی تعلیم اور اخلاقی تربیت دیکر ایک نہائیت قابلِ قدر اور لائق۔
یادگار کام کر رہے ہیں"۔

"طلبا ان کے بیشمار احسانات۔ اشفاق اور ان کی بہتری میں حقیقی دلچسپی لینے کی وجہ
سے آنجناب کو اپنے حق میں نعمت عظیم تصور کرتے ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں بالکل تامل نہیں
ہو سکتا کہ ڈاکٹر یوینگ کا انتخاب نہ فقط مناسب و دل پسندِ خاص و عام ہوگا بلکہ ہمیں پورا یقین
ہے کہ یونیورسٹی اور پنجاب کی تعلیم کو اس سے بڑا قرار واقعی مفاد حاصل ہوگا۔ ڈاکٹر یوینگ
کے دورِ دورے اور عہدِ انتظام میں سنجیدہ اور معقول خیالات اور اظہار رائے کی ہمیشہ مناسب
قدر اور لائق شنوائی ہوگی۔ اور طالب علموں کو کامل اطمینان حاصل ہوگا کہ ان کے مطالبات
پر جو ان کی بہبودی کے لئے ہوں کمال دانائی اور ہمدردی اور انصاف پسندی کے ساتھ

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

غور و خوض کیا جائے گا"۔

ڈاکٹر یوئینگ اپنی مذکورہ بالا اور دیگر خوبیوں کے باعث متواتر چھ سال تک وائس چانسلر رہے اور جو جو فوائد پنجاب کو ان کے عہدِ انتظام میں پہنچے وہ ہر ایک کے دل پر نقش ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں آپ کو شہنشاہ معظم کی طرف سے نائیٹ ہڈ ملی اور سر کا خطاب پایا اگر اور یہاں رہتے تو خدا جانے مزید اعزاز کیا کیا ملتے۔ آج تک کسی پادری کو یہ خطاب میسر نہیں ہوا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ڈاکٹر یوئینگ کی سی شخصیت اور قابلیت کا شخص پنجاب کیا مشنری دنیا میں آج تک نہیں ہوا جس نے اعلیٰ مذہبی روش رکھ کر دنیا میں ایسا معزز حصہ لیا ہو۔ دنیا و دین کا اس طرح سے دست و داماں کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ بے شک آپ ہندوستان کے بڑے آدمیوں میں شمار ہونے کے مستحق ہیں۔ آپ اُن آدمیوں میں سے ہیں کہ جہاں چلے جائیں سب کو اپنا لوہا منوائیں۔ صدر آنجا کہ نشیند صدر است کا مقولہ گویا آپ ہی کی شان میں آیا ہے۔ شیکسپیئر کا قول ہے کہ بڑا آدمی کو خواہ جس سمت کو لگا دو موجیں ہی ماریگا اور بڑھتا جائیگا۔ کسی عقلمند نے کہا ہے کہ اگر نپولین ڈراما لکھتا تو شیکسپیئر ہو جاتا اور اگر شیکسپیئر پیشۂ سپاہگری کی طرف رجوع کرتا تو نپولین بن جاتا۔ ہمارے بزرگ پادری یوئینگ صاحب بھی اگر سرکاری ملازمت کی طرف رُخ کرتے تو خدا رکھے کسی صوبے کے گورنر یا وائسرائے ہوتے۔ پادری رہکر بھی جو دنیوی عزت آپ نے پائی وہ کسی دنیاوی عہدے دار سے کم کیا نہ تھی بلکہ صدہا بار زیادہ تھی۔ لاہور میں تھے تو یونیورسٹی کے فیلو۔ وائس چانسلر۔ ممبر کمیٹی اور کیا کیا کچھ نہ رہے۔ شہر کے نظم و نسق میں وہ حصہ لیا کہ ضرب المثل بن گیا۔ سادہ و غریبانہ زندگی عمداً بسر کرنے میں چند ایسے فوائد ہوتے ہیں جو تکلفانہ و امیرانہ زندگی کے خواب خیال میں بھی نہیں آتے۔ آپ نے اگر گورنر و حکام بالا دست کے ساتھ کھانا کھایا تو غریب مسیحیوں کے ہاں بھی مہمان رہ کر ماحضر نوش جان فرمایا۔ اور اس طور سے وہ اخلاقی سبق آپ نے سیکھے جو دنیوی اعتبار سے بڑے آدمیوں کو کبھی میسر نہیں۔ اور انسان کی بڑائی اور خوش قسمتی ایسے ہی تجربات سے پیدا ہوتی ہے۔

بڑے آدمیوں کی ایک اور بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان کا حافظہ غضب کا ہوتا ہے۔ آپ کی یاد اس بلا کی تھی کہ اپنے پرانے سے پرانے طالب علم کا نام تک نہ بھولتے تھے۔

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

برسوں کے بعد بھی ان کے زمانۂ طالب علمی کے حالات اس طرح بیان کرتے تھے۔ جیسے کل کی بات ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اپنے طلبا سے کیسی دلچسپی تھی ٭

بڑے آدمیوں میں ایک بات یہ بھی ہوتی ہے کہ گرے ہوؤں کو اٹھایا کرتے ہیں۔ اور گرتوں کو سنبھالتے ہیں۔ آپ کی بلند نظری و فراخ دلی کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ آپ احسان کر کے کبھی نہ جتاتے تھے۔ اور نہ پرانی خراب زندگی کی طرف کبھی بھولے سے بھی اشارہ کرتے تھے ٭

آپ میں بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ آپ کی رائے بڑی صائب ہوتی تھی۔ پانچ منٹ میں آدمی کو جانچ پرکھ لیتے تھے۔ اور جو رائے کسی آدمی کے چال چلن اور قابلیت کی نسبت آپ قائم کرتے تھے وہ ۹۹ فیصدی راست نکلتی تھی ٭

آپ ہندوستانیوں کے خیر اندیش اور بہی خواہ قوم ہونے کی وجہ سے دیسیوں کے فی الحقیقت مایۂ ناز ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی صحت نے اجازت نہ دی کہ آپ اور ہمارے ملک میں قیام فرماتے۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء میں آپ امریکہ تشریف لے گئے اور وہاں پر آجکل اسی فورن مشنز بورڈ کے پریزیڈنٹ ہیں جس نے آپ کو ہندوستان میں دینی خدمت کے لئے بھیجا تھا۔ اس عہدے پر سرفراز ہونے سے آپ چار دانگ عالم میں معزز ہوئے ہیں۔ اس قدردانی پر انہیں تو انہیں خود فورن مشنز بورڈ کو ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ ان کی ذات سے بیش از پیش برسوں ہمارے ملک کو روحانی فیض پہنچے گا۔

اس مقام پر لیڈی یوینگ کا ذکر خیر کرنا بھی نہائیت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے کہ عقلمند بیوی اپنے خاوند کو بناتی ہے۔ واقعی شریف اور نیک بی بی اپنے خاوند کا مرتبہ دوبالا کرتی ہے۔ میاں بیوی ایک گاڑی کے دو پہیئے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ناموزون ہو تو چلتی گاڑی میں روڑا اٹک جاتا ہے۔ مسز یوینگ کی لیاقت و شرافت کا زمانہ قائل ہے۔ جو کام آپ نے مسیحی اور غیر مسیحی بیبیوں میں کیا ہے۔ اس کا اعتراف کئے بغیر ہمارے بزرگ کی کامیابی کا بیان ادھورا نہ رہ جانے کے احتمال سے ہم مختصراً ان کا حال قلمبند کرتے ہیں۔
۲۴ر جون ۱۸۹۹ء میں آپ کی شادی خانہ آبادی ڈاکٹر یوینگ سے ہوئی۔ رسم شادی

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

مس جینی شر آرڈ صاحبہ کے والد بزرگوار پادری جان ایچ شر آرڈ صاحب نے ادا کی۔ آپ اُس وقت واشنگٹن کے زنانہ مدرسۂ علم الٰہی کی گریجوایٹ تھیں اور کچھ عرصے تک اس مدرسے میں تعلیم بھی دے چکی تھیں۔ آپ کے چھ لڑکے لڑکیاں ہوئے مگر چونکہ ان میں سے دو سے ہمارا خاص تعلق ہے۔ اس لئے انہی کا بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں آپ کی صاحبزادی مِس سی شر آرڈ آجکل لاہور میں ہیں۔ اور ڈاکٹر لوکس صاحب کے جو ان دنوں فورمن کرسچن کالج کے پرنسپل ہیں سلک ازدواج میں ہیں۔ آپ کے بھائی ریتھے یونیگ حال ہی امریکہ سے ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ اور فورمن کالج میں پروفیسر ہیں۔ یہ تینوں صاحب مسٹر اور مسز لوکس اور ریتھے یونیگ اپنے والد بزرگوار کی تقلید کرتے ہیں اور مہمان نوازی اور ہندوستان کی خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں ٭

(ایڈیٹر)

کرسمس کے ایام میں ہماری پنجاب ریلیجس بک سوسائیٹی کا نظارہ بھی قابل دید ہوتا ہے۔ ڈپو کے ہال میں کتابیں تحائف۔ کھلونے عجیب کثرت سے ہوتے ہیں اور نہایت عمدہ طرح سے سجائے جاتے ہیں۔ ہر قوم و ملت کے آدمیوں کی بھیڑ صبح سے شام تک لگی رہتی ہے۔ انگریزی اور دیسی گاہک اس طرح ٹوٹتے ہیں جیسے شہد پر مکھی۔ ایک ایک دن میں دو دو ہزار کی بکری ہوتی ہے۔ یہ دوکان مسیحی انتظام کی خوش سلیقگی کا عمدہ نمونہ ہے۔ یہاں کی آرائش و زیبائش شان اور شوکت کسی لاہور کی بڑی دوکان سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہوتی ہے اور اس تمام کامیابی کا سہرا ہمارے لیڈر اور فخر قوم مسٹر ایف۔ ڈی وارث کے سر ہے جو اس بک ڈپو کے سیکرٹری ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ بک ڈپو مقروض تھی۔ مگر اب ہزاروں روپے کی آمدنی ہے۔ اور دن دُونی اور رات چوگنی ترقی پر ہے۔ حال ہی میں ایک چھاپہ خانہ بھی کھولا گیا ہے جس میں لکھائی چھپائی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے۔ اور لاہور اور بیرونجات سے خوب کام آتا ہے ٭

این۔ ایم۔ ایس سیل وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں امسال ۱۳ ماہ حال رواں کو منعقد ہوا جلسے میں بڑی رونق تھی۔ دوکانوں کی سجاوٹ قابل دید تھی۔ انتظام بڑے اعلیٰ درجے کا تھا۔ جو مسٹر اور مسز ڈی۔ زیڈ نجم الدین صاحب کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ کینرڈ سکول کی دوکان اور بک ڈپو کی سٹال پر خریداروں کا ہجوم تھا۔ بکری کا منافع این۔ ایم۔ ایس کی امداد میں تبلیغ مذہب کے لئے دیا گیا ٭

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

نیا سال مُبارک ہو!

اَب کے بھی دن بہار کے یُوں ہی گذر گئے

(از قلم جناب پادری رحمت مسیح صاحب واعظ۔ بلبل نوروزِ قادر الکلامی و شیریں بیانی)

درد کا وقت گذرا۔ گرمی کے ایام تمام ہوئے۔ اور ہم نے رہائی نہیں پائی۔ میری قوم کی بیٹی کی شکستگی کے سبب میں شکستہ دل ہوا۔ میں گریہ کرتا رہتا ہوں۔ حیرت نے مجھے گرفتار کر لیا۔ جلعاد میں روغن بلسان نہیں۔ کیا وہاں کوئی طبیب نہیں۔ میری قوم کی بیٹی کیوں بھلی چنگی نہیں ہوتی۔ یرمیاہ ۸/۲۰-۲۲

شاہان یہودیہویقیم اور صدقیاہ کا زمانہ نہایت ہی تاریک زمانہ تھا۔ ہاں سخت مُصیبت کا زمانہ تھا۔ بُت پرستی اور بدی شریعت سے بے پروائی حد سے گذر گئی تھی۔ شاہ سے گدا تک یکساں حال تھے۔ جیسا کہ یرمیاہ ۷/۸-۱۵ میں مرقوم ہے۔ خداوند فرماتا ہے۔

دیکھو کہ تم جھوٹی باتوں پر جو سُودمند نہیں ہو سکتیں۔ اعتماد کرتے ہو۔ کیا تم چوری کرو گے؟ خون کرو گے۔ زناکاری کرو گے۔ جھوٹی قسم کھاؤ گے۔ اور بعل کے آگے لوبان جلاؤ گے اور غیر معبودوں کی جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔ پیروی کرو گے۔ اور میرے حضور اس گھر میں جو میرے نام کا کہلاتا ہے۔ آ کے کھڑے ہو گے۔ اور کہو گے کہ ہم نے خلاصی پائی۔ تاہم یہ سب نفرتی کام کرو گے۔ کیا یہ گھر جو میرے نام کا کہلاتا ہے۔ تمہاری آنکھوں میں چوروں کی کھوہ ہے۔ دیکھو خداوند کہتا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے۔ پس اب میرے اُس مکان میں جو سیلا میں تھا۔ جس پر میں نے پہلے سے اپنے نام کو قایم کیا تھا۔ جاؤ اور دیکھو۔ کہ میں نے اپنے گروہ اسرائیل کی بُرائی کے سبب اُسے کیا کیا۔ اور اب اسی لئے کہ تم لوگوں نے یہ سب کام کئے خداوند کہتا ہے۔ اور میں نے سویرے اُٹھ کے تم کو

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کہا۔ اور کہتا ہی رہا۔ پر تم نے نہ سُنا۔ اور مَیں نے تمہیں بُلایا۔ پر تم نے جواب نہ دیا۔ سو میں اس گھر سے جو میرے نام کا کہلاتا ہے۔ جس پر تمہارا اعتماد ہے۔ اور اس مکان سے جسے میں نے تمہیں اور تمہارے باپ دادوں کو دیا۔ وہی کروں گا۔ جو میں نے سیلا سے کیا ہے۔ اور مَیں تمہیں اپنے سامنے سے نکال دونگا جس طرح سے میں نے تمہاری ساری برادری افرائیم کی کل نسل کو نکال دیا ہے۔

کلیسیا کی یہ حالت دیکھ کر یرمیاہ آہ و نالہ کرتا ہے کیونکہ اُس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اُن بدکاریوں کے سبب جو مصیبت قوم پر آنے والی تھی۔ پیش بینی سے دیکھتا ہے۔ وُہ دیکھتا ہے کہ کس طرح اس شہر اور اس قوم کو تباہ و برباد کرنے کے واسطے بابل کی فوجیں آ رہی ہیں۔ اُس کے گھوڑوں کے فراٹے کی آوازوں سے سُنی جاتی ہے۔ اُس کے بھاری بدن والے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے تمام زمین کانپ گئی۔ وُہ آئے اور زمین کو اور سب کچھ جو اس میں ہے اور شہر کو بھی اُس کے باشندوں سمیت سب کچھ نگل جاتے۔ یرمیاہ ۸ پ ۱۶ یرمیاہ قوم پرست تھا۔ قوم کی ہمدردی میں ایسا مٹا ہوا تھا۔ کہتا ہے کاش میرا سر پانی ہوتا۔ اور میری آنکھیں آنسوؤں کا سوتا۔ تب مَیں اپنی قوم کی بیٹی کے مقتولوں پر دن رات روتا ۹ پ ۱ جو دکھ جو مصیبتیں قوم پر آنے والی ہیں۔ گناہوں اور بغاوتوں کے سبب وُہ اُن کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ آہ اُس مردِ خدا کی جان کیسی مصیبت میں ہے۔ کہتا ہے کاش کہ میرے لئے بیابانوں میں مسافروں کے رہنے کا مکان ہوتا۔ تو مَیں اپنی قوم کو چھوڑ دیتا اور ان میں سے نکل جاتا ۹ پ ۲ کیونکہ مجھ سے ان کا دُکھ دیکھا نہیں جاتا۔

عبرت کے واسطے اُن کو سیلا کی بربادی کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ پس میرے اُس مکان میں جو سیلا میں تھا جس پر میں نے پہلے اپنے نام کو قائم کیا تھا۔ جاؤ اور دیکھو۔ کہ میں نے اپنے گروہ اسرائیل کی بُرائی کے سبب کیا کیا۔ . . . . اِس مکان سے بھی مَیں وُہی کروں گا۔ جو میں نے سیلا سے کیا۔ میں تمہیں اپنے سامنے سے نکال دونگا۔ جس طرح سے میں نے تمہاری ساری برادری اور قوم کی کل نسل سے کیا۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے ایسے عبرت ناک واقعات ہو چکے تھے۔ تب بھی یہوداہ نے عبرت حاصل نہ کی۔ بدیوں سے باز نہ آئے۔ اُن کی ایسی بے پروائی اور گردن کشی کے سبب خداوند یرمیاہ سے فرماتا ہے۔ تو اس قوم کے واسطے دُعا مت مانگ اور اُن کے واسطے آواز بلند مت کر اور نہ منت کر اور مجھ سے شفاعت نہ کر۔ مَیں تیری نہ سُنوں گا۔ آہ یرمیاہ جیسے مردِ دعا اور قوم پر مرمٹنے والے شخص کے واسطے یہ پیغام کیسا دکھ اور نا امیدی کا پیغام ہے۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں تیری نہ سنوں گا۔ کلیسیا کی حالت جب اس درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ تو خادمانِ دین جو

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

یرمیاہ کی طرح کے ہوتے ہیں۔ واقعی بڑی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اُن کی جان ضیق میں ہوتی ہے۔ ایک طرح وہ اپنی جان سے تنگ آجاتے ہیں۔

یرمیاہ کہتا ہے۔ درو کا وقت گذر گیا۔ موسم بہار آیا اور ختم ہؤا۔ جاڑے میں ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ بہار آتے ہی ہم مخلصی پائینگے۔ مگر آہ اب کے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے۔ کیا یہی حالت ہماری نہیں۔ روز روز بہتر دنوں کی انتظار کرتے ہیں۔ کنونشین اور ریوائیول میٹنگز ہوتی ہیں۔ مگر حالت کیا ہے۔ ہر روز بتر مے بینم والا معاملہ ہے۔ مجھے ایک مسیحی بھائی نے لکھا کہ جتنی زیادہ کنونشین ہوتی ہیں اُتنی ہی زیادہ بدی اور مادہ پرستی بڑھتی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان کے دروازے بند ہیں۔ مخلصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ جس طرح ملکی اور سیاسی معاملات اُلجھن میں پڑے ہیں۔ کلیسیا کی حالت اُس سے بھی بدتر اُلجھنوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ مذہب اور دین یورپ میں برائے نام تھا۔ مگر اب وہ بھی جاتا نظر آتا ہے۔ اُسی کی پیروی ہندوستان کی کلیسیا بھی کر رہی ہے۔ مغرب میں مسیحیت اب برائے نام ہے۔ مسیح کی اعجازی پیدائش۔ معجزات۔ جسم کی قیامت۔ عروج سبا صرف وہم و خیال ہو رہا ہے۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کوئی نہ کوئی مصیبت کلیسیا پہ ضرور آنے والی ہے۔ کیا کلیسیا میں کوئی یرمیاہ نہیں جو سفارشی دُعائیں کرے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے سیلا کی طرح بلجیم کے عالیشان سر بفلک گرجے خاک میں مل گئے۔ افرائیم کی طرح بلجیم۔ پولنڈ۔ سرویا برباد ہوگئے۔ ہماری آنکھیں نہ کھلیں۔ کلیسیا کو عبرت نہ آئی۔ بلکہ اور بھی سخت دل ہوگئی۔ اور خداوند سے باغی۔ وہی بے پروائی۔ وہی ناچ رنگ۔ وہی عیش و عشرت۔ اتوار کو گرجے خالی۔ جنگل میں منگل منائے جاتے ہیں۔ کیا وہ زمانہ آگیا ہے کہ بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہوجائیگی۔ کیا ابن آدم زمین پہ آکے ایمان پاسکے گا۔ خود غرضی کا زمانہ ہے۔ خود انکاری کی زندگی مفقود۔ محبت عنقا۔ خدا کے گھر کا شوق ندارد۔ کال۔ مری۔ بھونچال۔ سیلاب۔ قوموں کی بے چینی۔ آپس میں مار دھاڑ۔ خداوند فرماتا ہے۔ کہ اگر تم بھی توبہ نہ کرو۔ تو سب اسی طرح ہلاک ہوگے۔

یرمیاہ حیران ہے۔ کہ کیوں میری قوم کی بیٹی شفا نہیں پاتی۔ جس حال کہ جلعاد میں روغن بلسان موجود ہے۔ اس روغن سے ہر قسم کے زخم اور گھاؤ درست ہوجاتے ہیں۔ کیا کوئی حکیم نہیں۔ جو مرض کی تشخیص کرے۔ کیا اس وقت کلیسیا کے درمیان کوئی علاج کرنے والا نہیں۔ ہاں ہیں تو بہت جیسے کلیسیا یہود میں یرمیاہ اور دیگر انبیاء تھے۔ اور روغن بلسان بھی موجود ہے۔

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

مگر جس طرح یہود سخت دل اور دُنیا پرست ہو رہے تھے - وہی حال آج مسیحی کلیسیا کا ہے - مرض ظاہر ہے - روغن بلسان خداوند یسوع کا خون موجود ہے - مگر بے پروائی اور دُنیا کی محبت تو بہ کی طرف مائل ہونے نہیں دیتی - جب یہ صُورت ہے - تو صحت کیسے ہو - موسم آتا ہے - کوششیں ہوتی ہیں - مگر نتیجہ وہی - ابکے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے -

سنہ ۱۹۲۴ء میں کیسے کیسے عبرتناک واقعات دُنیا میں گذرے ہیں - مگر ہماری سخت دلی میں کوئی فرق نہیں آیا - کسی تنبیہ کی تاثیر ہم پر نہیں ہوئی - یہی وجہ ہے کہ ہماری دعائیں بے تاثیر ہیں - ہماری سخت دلی کی وجہ سے خدا اپنے بندوں کی نہیں سنتا - کیا ہماری حالت اُس درجہ تک پہنچ گئی ہے - کہ اس قوم کے واسطے دُعا مت مانگ - آہ یہ تو نہایت ہی مصیبت و دُکھ و ناامیدی کا پیغام ہے - خدا نہ کرے - کہ یہ پیغام ہمارے واسطے ہو اور بابل کا کوڑا ہم پر آ کر پڑے - اور ہم برباد ہو جائیں - بے شک خدا صابر ہے - اور صبر کرتا ہے - مگر ہر حال میں وُہ معاف نہ کرے گا - لیکن ایسا نہ ہو - کہ ہمارا پیمانہ لبریز ہو جائے - اور یہ پیغام یرمیاہ کی معرفت ہم کو ملے ✦

خداوند نے مجھے فرمایا - کہ اس قوم کے واسطے دعا مت مانگ - کہ اُن کی خیر ہو کیونکہ جب وُہ روزہ رکھیں - میں اُن کا نالہ نہ سُنوں گا - اور جب وُہ سوختنی قربانیاں اور ہدیئے گذرانیں - میں قبول نہ کروں گا - بلکہ تلوار - کال اور وبا سے اُنہیں ہلاک کرونگا ۱۴ / ۱۱ و ۱۲ ✦

پیارے مسیحی ناظرین سنہ ۱۹۲۴ء گذر گیا - اب سنہ ۱۹۲۵ء کا آغاز ہے - کیا شخصی طور پر ہم میں سے ہر ایک کہہ سکتا ہے - کہ اے خدا تیرا شکر ہو کہ تو نے مجھے نجات بخشی - اور میں نے اپنی زندگی میں موسم بہار کی خوشیاں دیکھیں - ممکن ہے کہ ہم میں بہت سے ایسے بھی ہوں - جو دست تاسف ملتے ہُوئے - سنہ ۱۹۲۴ء کو یاد کرتے ہُوئے یہ کہہ رہے ہونگے

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے

راقم واعظ

نوٹ - ہم اب کے نمبر میں جناب پادری رحمت مسیح صاحب واعظ اور تحصیلدار صاحب مسٹر جلال الدین عنبر کے دلچسپ مضامین ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - افسوس کہ ہر دو مضامین اُس وقت ہمیں ملے کہ کرسمس نمبر کا مضمون پُورا ہو چکا تھا - لیکن چونکہ تحفۂ بارگاہِ مسیحی ہیں - ہماری مجال نہیں کہ نوروز کے نمبر میں اُن کو جگہ نہ دیں ✦

(ایڈیٹر)

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

مسیح خداوند

(سوغاتِ جناب پادری رحمت مسیح صاحب واعظ)

ناظرین مسیحی کو میلاد مبارک مبارک ہو۔ سلامتی کا خدا مبارک ہو جس نے ہم کو پھر اس مبارک دن کی خوشی دکھائی۔ آج ہم اپنے مولائے کریم غفور الرحیم ربنا المسیح کے جنم کی خوشی منا رہے ہیں۔ فرشتے بھی ہمارے ساتھ شادمان ہیں۔ وہ بھی اپنا جلوہ دکھا رہے ہیں۔ آسمان سے نازل ہو کر خوشی کے نغمے سُنا رہے ہیں۔ کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہُوا ہے۔ وہ مسیح خداوند ہے۔ وہ گنا ہگاروں کا منجی ہے۔ فرشتے اُسے خداوند کہتے ہیں۔ لاریب وہ آسمانیوں اور زمینوں کا منجی ہے۔ نہ صرف منجی بلکہ خداوند ہے۔ ہاں وہ عالمین کا خداوند ہے۔ ہم اس لئے خوشی مناتے ہیں۔ کہ وہ ہمارا نجات دہندہ ہے۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا۔ کہ گنا ہگاروں کو نجات دے۔ ہم اُس سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ کر چکے ہیں۔ ہم میں سے بہتوں نے گناہوں کی معافی حاصل کر کے اپنے تجربہ سے معلوم کر لیا ہے۔ کہ وہ منجی ہے۔ لیکن کیا ہم نے اُس کو اپنا خداوند بھی مانا ہے۔ یہ ممکن ہے اور سچ بھی ہے کہ ہم نے اُسے منجی مانا ہے۔ لیکن کیا ہم اُسے اپنا خداوند بھی مانتے ہیں۔ فرشتے کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ مسیح خداوند ہے۔ کیا ہم نے بھی اُسے خداوند مانا ہے۔ کیونکہ ہر ایک بچانے والا خداوند نہیں ہو سکتا۔

ذکر ہے کہ ایک شہزادہ اپنے غلام کے ساتھ دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا۔ اتفاقاً شہزادہ کا پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ دریا میں گر کر غوطے کھانے لگا۔ غلام فوراً دریا میں کُود گیا۔ اور شہزادہ کو پکڑ لیا۔ اور سلامتی سے کنارے پر لے آیا۔ شہزادے کی جان بچ گئی۔ اب ظاہر ہے کہ غلام شہزادہ کا بچانیوالا تو ہُوا۔ مگر اُس کا آقا اور خداوند نہیں بن گیا۔ نہ شہزادہ اُس کو اپنا آقا مانتا ہے۔ غلام کا مشکور ہے۔ وہ غلام غلام ہی ہے۔ اور شہزادہ آقا ہے۔ یونہی یہ سچ ہے۔ کہ موت کے سمندر میں جب ہم گر گئے۔ تو مسیح نے غوطہ مار کر ہم کو نکالا۔ ہم کو بچایا۔ اب وہ ہمارا منجی ہے۔ بچانے والا ہے۔ ہم اُس کے شکرگذار ہیں۔ کیا ہر ایک مسیحی جو بچ گیا ہے۔ اور اپنے منجی کا شکرگذار ہے۔ وہ اُس کو اپنا آقا اور خداوند بھی مانتا ہے۔ اب میرا ناظرین مسیحی سے سوال ہے۔

(۱) کلیسیا کا پاسٹر بھیڑوں کا چرواہا ہے۔ بھیڑیں خداوند کی ہیں۔ پاسٹر کو بھیڑوں کی خدمت سپرد

18

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

ہے۔ کہ بھیڑوں کو وقت پر کھانا پانی دے۔ پاسٹر مالک نہیں۔ وہ صرف نوکر ہے۔ بھیڑیں خداوند کی ہیں۔ کیا پاسٹر نے مسیح کو اپنا اور بھیڑوں کا خداوند مانا ہوا ہے۔ وہ بھیڑوں پر خداوندی کرتا ہے۔ یا خدمت کرتا ہے۔

(۲) کیا مشنری نے مسیح کو خداوند مانا ہے۔ یا خود خداوند بنتا ہے۔ اگر غلام آقا کے سر چڑھے۔ کہ چونکہ میں نے تم کو غرق ہونے سے بچایا ہے۔ اس لئے میں تیرا آقا ہوں۔ غلام نالائق سمجھا جائیگا۔ ہم نالائق تو نہیں۔ کہ خود خداوند کی جگہ لے بیٹھے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ کہ میں تمہارے درمیان خدمتگار کی مانند رہا۔ تم مجھے خداوند اور اُستاد کہتے ہو۔ ٹھیک کہتے ہو۔ کیونکہ میں خداوند ہوں۔ کس طرح مشنری خدمت ہو رہی ہے۔ کیا ہم اپنے خداوند کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ تم آپس میں بھائی ہو۔ مدراس میں مسٹر انڈریوز نے گرجا میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "خداوند مسیح اور رسول پولُس نے فرمایا ہے۔ کہ تم سب بھائی ہو۔ کالے اور گورے کا کوئی فرق نہیں۔ مگر آج کیا حال ہے مغرب میں کالے اور گوروں کے الگ الگ گرجے بنائے گئے ہیں۔ افریقہ کا کوئی باشندہ گورے لوگوں کے گرجا میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جنوبی افریقہ میں یہ قانون ہو گیا ہے۔ کہ سلطنت اور گرجے گھروں میں مساوات روا رکھی نہیں جا سکتی۔ وہاں تفریق نسل و رنگ عام ہے۔ امریکہ میں ریاستی ٹکس اور دیگر مقامات میں نسلی منافرت عیسائیوں میں عام پائی جاتی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ۱۹۱۳ء میں جب میں ڈربن میں تھا تو مہاتما گاندھی میرا اُپدیش سُننے کو آئے۔ لیکن اُن کو گرجے سے نکال دیا گیا۔ کیونکہ وہ ایشیائی تھا۔ اگر خداوند یسوع خود بھی وہاں تشریف لیجاتے تو ایشیائی ہونے کی وجہ سے گرجے سے نکال دیئے جاتے"........ الخ کیا ایسے لوگ خداوند کے گھر میں بجائے خادم کے خداوندی نہیں کرتے۔ ہاں ایسے لوگ (اگر کہیں ہیں) تو مسیح کو منجی تو ضرور مانتے ہیں۔ مگر خداوند نہیں مانتے۔

(۳) کیا ہمارے مسیحی بورڈنگ سکولوں میں مسیح کو آقا مانا جاتا ہے۔ کیا مسیح سکولوں میں خداوند ہے۔ مسیح کی بادشاہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا ہمارے بچوں کے سامنے مسیح پیش کیا جاتا ہے۔ اور مسیح کے قانون (انجیل) کے مطابق وہاں کاروبار ہوتے۔ اور یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔

(۴) کیا ہمارے گھروں مسیح خداوند ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ قریباً ہر ایک تعلیم یافتہ گھر میں ہر ایک کھانے کی میز کے اوپر ایک خوشنما منبر کارڈ بورڈ لٹکا رہتا ہے۔ جس پر لکھا ہے۔ کہ کرائیسٹ از دی ہیڈ آف دِس ہاؤس۔ اَن سین گسٹ سائیلنٹ لیسنر یکن کھانے کی میز پر جب ٹیبل ٹاک ہوتی ہے۔ ہم اس بات کا خیال رکھتے ہیں؟ کہ ہمارے ساتھ ہمارا آقا کھانے لئے بیٹھا ہے۔ وہ ہماری گفتگو سُنتا ہے

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

وہ اس گھر کا مالک ہے۔ ذرا سمجھ سوچ کر گفتگو کریں۔ کسی کی حقارت اور غیبت نہ کریں۔ کیا یہ کارڈ بورڈ صرف نمائشی نہیں۔ کیا یہ باتیں ظاہر نہیں کرتیں۔ کہ مسیح منجی تو ہے۔ مگر خداوند نہیں۔

(۵) اب عام طور پر مسیح کو خداوند مانتے ہوئے میرے چند سوالات ہیں۔ ہر ایک مسیحی کا نام ظرا اپنے دل میں غور کرکے خداوند کو جواب دے۔

الف۔ کیا میں نے اُس کے احکام کی تعمیل کی ہے۔ کیا مَیں اُسے خداوند جان کر اُس کا خوف رکھتا ہوں۔ اُس سے محبت کرتا ہوں؟ ب اُس کا فرمان ہے۔ اگر تم مجھے پیار کرتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ کیا میں نے ایسا کیا ہے؟ ج۔ کیا دشمنوں کو پیار کرنے کے بجائے اپنے بھائیوں کو ذلیل تو نہیں کیا؟ کیا وہ مجھ سے خوش ہے؟ میرا دل تو مجھے ملامت نہیں کرتا؟ د بدلہ لینے کی کوشش تو نہیں کی۔ کیا غریبوں محتاجوں کے ساتھ میں نے خوش سلوکی کی ہے؟ کیا مَیں آج فرشتوں کے ہم زبان ہو کر خوشی کرتے ہوئے اس گیت کو گا سکتا ہوں۔ کہ آج میرے لئے داؤد کے شہر میں ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔ ہاں وہ میرا خداوند ہے میرا مالک ہے۔ میرا آقا ہے۔ میرا سب کچھ اُس کا ہے۔

یاد رہے۔ کہ اگر مَیں اُسے خداوند نہیں مانتا۔ تو وُہ میرا منجی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وُہ منجی خداوند ہے۔ جب وُہ خداوند ہے تو میرے جسم کا۔ میری جان کا۔ میرے مال کا۔ میرے گھر کا ہاں وُہ میری مرضی کا بھی خداوند ہے۔

اگر ایسا ہی مَیں اُس کو مانتا ہوں۔ اور میری روزانہ زندگی سے اُس کی خداوندی کا اظہار ہوتا ہے۔ تب تو خوشی بجا ہے۔ ورنہ صرف ایک رسم ہے۔ جس کو ہر سال ظاہرداری کے طور پر پُورا کیا جاتا ہے۔ ؎

چھپا ہُوا ہے دیکھو وُہ منجی جہان کا
مالک ہے اور آقا زمین و زمان کا

راقم واعظ

افسوس کہ اس ہفتے میں مسز اپل زوجہ پادری اُپل صاحب انبالہ کا انتقال ۷۰ برس کی عمر میں ہو گیا۔ قوم کو سچی ہمدردی پادری اُپل اور مرحومہ کے پسماندگان سے ہے۔ مسیحی بھی تعزیت کرتا ہے۔

20

خیالات برائے کرسمس ۱۹۲۴ء

سوغات فرستادہ جناب چودھری جلال الدین صاحب عنبر بی۔ اے تحصیلدار

چونکہ انسانی رُوح زمینی زندگی میں فانی بدن سے وابستہ ہے اور مذہب کا کام ہے۔ کہ بیرونی رسُومات اور اثرات کے ذریعے بدن اور رُوح کی صفائی اور تنویر ہو۔ اِس لئے عیدوں اور دیگر رسمیات مذہبی کا تقرر ترقیاتِ عالم مذہبی اور رُوحانی میں ضروری ہے۔ یہ نہائت اچھا ہے کہ ایسے وسائل فضل ہم اپنی بہتری کے لئے استعمال کریں۔ با ایں ہمہ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جہاں ایسی بیرونیات ہماری صحتِ مذہبی کے لئے مفید ہیں۔ وہاں مذہبی تخیل بھی جس کا کہ براہِ راست تعلق ہماری عقل اور رُوح سے ہے۔ ضروری ہے۔ پس مناسب ہے کہ ہم اپنے خداوند کی پہلی آمد کے معنی اور مطلب کے احساس اور فہمید میں ایسا غور کریں کہ اُس سے ہماری آئندہ زندگی متاثر ہو۔ تب عید تولد ہمارے لئے حقیقی عید تولد ہوگی۔ خداوند کی آمد کا مطلب تب پُورا ہوگا۔ جب اُس کے ایک جنم سے ہزارہا دُوسرے جنم ہوں۔

(ج۔ و۔ ع)

متی دس باب ۲۳ آیت

تم اسرائیل کے تمام شہروں میں نہ پہنچ چکے ہوگے۔ کہ ابن آدم آ چکے گا۔

خداوند یسُوع مسیح کی پہلی آمد یہودیوں کے لئے ہُوئی۔ مسیح مُوعود داؤد کا بیٹا کنواری مریم سے بیت اللحم میں پیدا ہُوا۔ اُس کا ختنہ ہُوا۔ اور سب باتوں میں اُس نے شریعت کی متابعت کی۔ لیکن اس آمد کی بابت بھی اُس کے اپنے زمانے میں لوگوں کو پُورا یقین نہ ہُوا۔ شاگردوں کا سوال جب اُنہوں نے کہا کہ تیرے آنے کا کیا نشان ہوگا؟ یُوحنا بپتسمہ دینے والے کا سوال کہ کیا جو آنے والا تھا تو ہی ہے؟ اِس امر پہ دلالت کرتے ہیں۔ شاگردوں پہ یا دوسروں پہ یہ امر پُورے طور پہ واضح نہ ہُوا کہ مسیح مُوعود واقعی آ چکا ہے۔ جس طرح یہُودی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وُہ کسی دُوسری قوم میں شامل ہو۔ اسی بنا پہ مسیح خداوند نے بھی اِس امر کا اعلان کیا۔ کہ مَیں (مَوجودہ جسم میں) اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس بھیجا نہیں گیا۔ تو بھی وُہ ہمیشہ کی زندگی

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کا کلام سناتا رہا۔ اور اُس کی محبت تمام بنی نوع انسان کے لئے رہی۔ اور بحیثیت ابن آدم ہونے کے بقول رسُول پولُوس جُدائی کی درمیانی دیوار کو توڑنے اور غیر قوموں کے مخالف احکام کے مٹانے کی فکر میں رہا۔ جس کی تکمیل کے لئے اُس نے محسُوس کیا کہ میرے لئے ضروری ہے کہ میں بحیثیت ایک یہودی کے مر جاؤں۔ تاکہ کل آدمیوں کو اپنی طرف کھینچ لاؤں۔ کیونکہ یہودیت اور اُس کی شریعت کی پابندیوں کا زور جسم پر ہی ہو سکتا تھا۔ اس طرح بحیثیت مسیح موعود کے اُس کی تردید اور جسم کو مارنے کے لئے اُس کی تصلیب اُس کی آمد بحیثیت ابن آدم کے ایک پیش خیمہ تھی۔ اپنی موت سے پیشتر اُس نے اپنی آمد کی نسبت ظاہر کیا کہ وُہ یقینی ہے۔ اور کہ وُہ اُس کے سامعین میں سے بعضوں کی حین حیات میں واقع ہو گی۔ جیسا کہ ہماری سُرخی کی آیت سے ثابت ہے۔ کیا مسیح نے یہ غلط بیانی کی تھی؟ نہیں بوقت صعود مسیح اس دیدنی عالم سے علیحدہ ہؤا اور بوقت نزولِ رُوح القدس وُہ دُنیا میں رُوحانی صُورت میں یعنی ایک زندہ اور جدید طریقے پر دُنیا میں آیا۔ اس رُوحانی آمد سے پہلے ضروری تھا کہ وُہ جلال پائے جس کا مطلب یہ تھا کہ یسُوع کی انسانی رُوح رُوح القدس میں اُٹھالی جاوے۔ یعنی انسانیت کو الوہیت اپنے میں لے لیوے اس طریق پر ابن آدم دُنیا میں آیا۔ ایسے بدن میں جس پر مُوت کا زور کارگر نہ ہو سکے اور جس میں ہو کر وُہ ایک ہی وقت میں ہزارہا جگہ میں کام کر سکے۔ جب تک رُوح القدس کے نزول کے ذریعے اُس کی آمد نہ ہوئی۔ تب تک اُس کی انجیل کی منادی کا آغاز نہ ہوا۔ اس آمد کی تاریخ سے اُس کے نام لیوا دُنیا میں اُس کا پیغام لیکر گئے۔ یہ حقائق ہیں جو آج کے دن ہمارے زیر غور ہونے چاہئیں۔ ایسے حقائق ہماری خوراک بننے چاہئیں۔ چاہئیے کہ ہم ان کو ہضم کریں۔ تاکہ اُن سے خداوند یسُوع کے تجسم کے پُورے فوائد حاصل ہوں۔ رُوح القدس کے ذریعے خداوند یسُوع کنواری مریم کے پیٹ میں پڑا۔ اور آدمی بنا۔ یہودیوں کا مسیح موعود اُن کے درمیان شب و روز پھرتا رہا وُہ اپنوں کے پاس آیا۔ اور اپنوں نے اُسے رد کیا۔ پس صلیبی موت کے ذریعے وُہ یہودی جسم کی قیُود سے منقطع ہو کر بذریعہ صعود تحلیل حاصل کر کے پھر اسی آمد کے سلسلے میں بذریعہ رُوح القدس بحیثیت ابن آدم کے رُوحانی طور پر کل بنی نوع انسان کے لئے اپنی کلیسیا میں مجسم ہؤا۔ گو دُنیا اُس کو نہیں دیکھتی لیکن ہم اُس کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے ایمان کی تکمیل ہے۔ ہمارے مضمون کا لُبِّ لُباب یہ ہے۔ کہ مسیح خداوند رُوح القدس کے ذریعے ہم میں مجسم ہو۔ وُہ ہم میں ہمارے گھروں میں ہماری کلیسیاؤں میں نظر آئے۔ اور اُس کا اثر ساری دُنیا میں پھیلے۔ اور وہ اُس کو

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

دیکھئے تب ہماری پاکیزگی اور خوشی کی تکمیل ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ مسیح کی آمد بذریعہ تولد ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ رُوح القدس کے ذریعہ اُس کا ہمارے درمیان رہنا ایک روزمرہ کا یقینی واقعہ ہے۔ اُس نے کہا کہ اگر میں نہ جاؤں تو رُوح القدس تمہارے پاس نہ آئیگا میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے پاس آؤں۔ میں بدنی احساسات کے دائرے سے باہر جاتا ہوں تاکہ رُوح القدس کے رستے سے تمہارے پاس آؤں۔ کیا آج ہمارے درمیان مسیح ہے۔ کیا آج ابن آدم ہمارے ساتھ کھاتا پیتا۔ بیٹھتا، اُٹھتا۔ چلتا پھرتا اور سوتا ہے۔ اس کی تصدیق اسی ایک بات سے ہو سکتی ہے۔ کہ کیا رُوح القدس کی حضوری ہمارے درمیان ہے یا نہیں۔ پس آؤ۔ ہم اس عید تولد پر یہ برکت حاصل کریں کہ ہم اُس سے کوئی تحفہ مانگیں۔ تو کیا وُہ ہمیں رُوح القدس عطا نہ کرے گا؟

جلال الدین عنبر

۱۸ دسمبر کو پریذیڈنٹ پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس نے حضور گورنر بہادر سے گورنمنٹ ہوس میں شرف ملاقات حاصل کیا۔ گورنر موصوف آدھ گھنٹے تک باتیں کرتے رہے اور جلسے کی نسبت آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور عیسائی قوم کی مشکلات اور دقتوں کو بغور سُنا۔ پریذیڈنٹ کانفرنس عنقریب ایک نئی تجویز بابت خرید اراضی گورنمنٹ اور مسیحی قوم کے روبرو پیش کریں گے آجکل وُہ اس تجویز کے متعلق بہت غور و خوض فرما رہے ہیں اور بڑی جانفشانی اور تن دہی سے اس معاملے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اگر قوم کے افراد بھی اس امر میں کوشش کرینگے تو کامیابی کی بڑی اُمید ہے۔ اور پھر لوگوں خصوصاً گاؤں کے مسیحی زراعت پیشہ لوگوں کی بہت بہتری ہوگی۔ ہمارے نمائندے جناب مسٹر ای متیا داس صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے بھی بتاریخ ۱۶ دسمبر لاٹ صاحب سے اسی غرض سے نیاز حاصل کیا۔ اور دیہاتی مسیحیوں کی تکالیف کا دل کھول کر بیان کیا۔ گورنر بہادر نے بہت ہمدردی ظاہر کی۔ اور دوران گفتگو میں فرمایا کہ مسیحی زراعتی کام سے واقف ہی نہیں۔ بلکہ بہت اچھے مزارع ہیں۔ اور جب کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ کس قسم کے آدمیوں کو مزارع بناؤں میں بے تامل صلاح دیتا ہوں کہ مسیحیوں کو۔ یہ الفاظ گورنر بہادر کی ہمارے دل بڑھانے کو کافی ہے۔ اور امید ہے کہ اس کو ہم پنجاب کی ضرب المثل بنانے کی کوشش کریں گے۔

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کافی

نتیجۂ فکر مسٹر جاشو افضل الدین صاحب۔

رتا جی میں اوگنہاری

مہر کریں رب سچے سائیاں وچ درگاہ دے دیواں دوہائیاں

بن عملاں میں ہاری

پریم پیاسنگ لاکے بھلی جھال عشق دی میں نہ جھلی

روواں وچ خواری

مان گماں من ماندی ہوئی نام گیا بن لاہی لوئی

ہوئی بہت خواری

چھڈ سہیلیاں سب ٹر گیاں وچ بیلے میں کھمبل ہوئیاں

روندی کونج وچاری

جے ماسے اج رانجھا ہوندا وچ پردے دکھ نہ پوندا

مشکل کیتی ساری

ایس رانجھے دے کیہ گن گاواں بن جوگن میں بھیس وٹاواں

تد جوگی تھیوں واری

ویکھ ماسے توں منہ لکایا بجھ میہنوں توں ڈولی پایا

مرساں برہوں ماری

ہفتہ عشرہ ہوا مسز پرائس ملوہ مہربان مسٹر جان پرائس بی۔ اے لاہور کی والدہ صاحبہ ہ‍‍ٔ نا گاہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ آپ سچی خود انکاری کی مثال تھیں۔ اپنے چار لوکوں کو آپ نے بی۔ اے تک تعلیم دلائی۔ اور اب آپ خود اپنی محنتوں سے آرام میں چلی گئیں۔ مسیحی اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

(ایڈیٹر)

24

خداوند مسیح کی آمد

اور

فرقۂ اناث

ثمرۂ خیالاتِ عمیق جناب پادری برکت اللہ صاحب - ایم - اے -

عہدِ عتیق میں بالعموم عورات کی حیثیت ادنےٰ اور پست درجہ پر ہے - تاہم یہ امر کبھی فراموش نہیں کیا گیا تھا کہ عورت مرد کی ساتھی" اور اس کی ہڈیوں میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت" (پیدایش ۲ : ۱۸ و ۲۳) ہے - عہدِ عتیق کی عورات مثلاً سارہ - ربقہ - راخل - مریم ہمشیرۂ موسےٰ - دبورہ وغیرہ کسی مرد سے ادنےٰ حالت میں نظر نہیں آتیں - کتاب استثنا میں عورات کے حقوق کی حفاظت واجبی طور پر کی گئی تھی - لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا - یہودی خیالات فرقۂ اناث کی نسبت بد سے بدتر ہوتے گئے - خداوند مسیح کے ہمعصر یہود نے عورات کو آدمیوں کی جائداد اور کھلونا سمجھ رکھا تھا جب دل میں آیا بیاہ کر لیا - جتنی عورات سے جی چاہا شادی کر لی جس کو چاہا طلاق دے دی چنانچہ کتاب استثنا کے الفاظ (۲۴ : ۱) کو مروڑ کر مختلف مفسرین نرالی تفسیریں کیا کرتے تھے - الفاظ زیر بحث یہ تھے " اگر کوئی مرد کوئی عورت لیکے اس سے بیاہ کرے - اور بعد اس کے ایسا ہو کہ وُہ اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو - اس سبب سے کہ اس نے اُس میں کوئی پلید بات پائی تو وُہ اس کو طلاق نامہ لکھ کے اس کے ہاتھ میں دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کرے " اس آیت میں مفسر شمعی اور اس کے شاگرد لفظ "پلید" پر زور دیتے تھے اور اس سے "ناپاکی اور زناکاری" کا مطلب اخذ کرتے تھے - مفسر ہلیل اور اس کے شاگرد لفظ "بات" پر زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی مرد معمولی بُری بات" پر مثلاً بیوی کے روٹی جلا دینے پر طلاق دے تو جائز ہے - ربی عقیبہ اور اس کے شاگرد الفاظ "وُہ اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو" پر زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر شوہر کو کوئی اور عورت زیادہ خوبصورت مرغوب

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

خاطر ہو اور پہلی اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو تو طلاق جائز ہے۔ ربی ہلیل کی رائے مقبول عام تھی۔ اور "پلید" سے مراد "کوئی بری بات" لی جاتی تھی۔ اس ربی کے شاگرد یہی تفسیر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ چونکہ کتاب استثنا میں زانیہ کی سزا موت ہے۔ لہذا آئیت بالا میں لفظ "پلید" سے مراد "زنا" نہیں بلکہ ہر قسم کی برائی مقصود ہے ٭

یہود کی کتب تفاسیر (یعنی مشناہ) میں طلاق کے جواز پر مرقوم ہے کہ شوہر ذیل کے امور میں طلاق دے سکتا ہے۔ اگر عورت موسوی شریعت کی پابند نہ ہو۔ مثلاً اگر شوہر کو وہ کھانا کھلا دے جس پر دہ یکی ادا نہ کی گئی ہو۔ یا اپنے پہلے گوندھے ہوئے آٹے میں سے قربانی نہ دے یا کسی منت کو جو اس نے مانی ہو ادا نہ کرے۔ اور اگر کوئی عورت یہودی رسوم کی پابند نہ ہو مثلاً بال کھلے عوام کے سامنے نظر آ جائے یا گلی کوچوں میں چرخہ کاتے یا اپنے بازو برہنہ کرے یا غیر شخص کے ساتھ گفتگو کرے یا شوہر کے سامنے اپنی ساس اور خسر کے حق میں نازیبا الفاظ منہ سے نکالے یا شوہر کے گھر میں جھگڑا کرے۔ یا اگر کوئی عورت اپنے مذہب کو تبدیل کرے یا اس میں بدنی عیوب ہوں تو وہ شوہر بلا تامل اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے ٭

خداوند کے ہمعصر یہود عورات کو نہائیت ذلیل اور خوار خیال کرتے تھے۔ ان کا یہ مقولہ تھا۔ کہ کسی عام جگہ میں کوئی مرد کسی عورت کو سلام نہ کرے اور نہ اس کے سلام کا جواب دے۔ خواہ وہ عورت اس کی اپنی بیوی ہی ہو۔ ان کی کتب مروجہ میں یہ لکھا تھا کہ شریعت کے الفاظ کا جل جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو عورات کو دیا جائے۔ عبادت خانوں میں روزمرہ شکر گذاری کی عبادت میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ "اے خداوند تو مبارک ہے کیونکہ تو نے مجھے عورت پیدا نہیں کیا" یہی وجہ تھی کہ جب خداوند مسیح سامری عورت سے گفتگو کرتے تھے تو شاگرد آ گئے اور تعجب کرنے لگے کہ وہ عورت سے باتیں کر رہے ہیں"

خداوند مسیح کی آمد نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ آپ نے طلاق کو منع کر دیا اور صاف فرمایا کہ "جسے خدا نے جوڑا اسے آدمی جدا نہ کرے" اور پیشینیوں کے جواز طلاق پر فرمایا کہ "موسٰی نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہیں اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی" لیکن یہ الہی منشا کے خلاف تھا۔ اسی انسانی "سخت دلی" نے بیویوں کی تعداد بڑھا کر تعدد ازدواج کو بر پا کر رکھا تھا خداوند نے کثرت ازدواجی کو بھی حرام و ناشروع کر دیا کیونکہ جس نے انہیں بنایا۔

26

اس نے ابتدا ہی سے انہیں مرد اور عورت بنایا۔" یوں ہی منجئ جہان نے عیاشی اور فسق و فجور کا قلع قمع کر دیا اور رسم قلیت عظیم کی بیخکنی کر دی۔

انجیل جلیل کے مطالعہ سے ہم پر یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ منجئ عالمین عورات کی قدر و منزلت کرتے تھے (متی ۱۲: ۴۹ وغیرہ) عورات کی روحوں کے لئے ویسے ہی فکرمند تھے جیسا آدمیوں کی رُوحوں کے لئے۔ عورات کے ساتھ ملاقات اور گفتگو کرنے میں کچھ عار نہ تھی (یوحنا ۴: ۲۷) عورات کی مدد کرنا اپنا فرض خیال کرتے تھے (لوقا ۷: ۳۹)۔ بدکار عورات کو منجئ کونین نے چاہِ ضلالت سے نکال صراطِ مستقیم پر ڈالا۔ عورات کا خداوند سے ایسا اُنس تھا کہ اپنا مال ان پر فدا کرتی تھیں (لوقا ۸: ۳) اور آپ کی جانکنی کے وقت جب کل خلقت خداوند کی دشمنِ جان تھی یہ فداکار عورتیں بے عزتی کی پرواہ نہ کر کے خداوند کی صلیب کے پاس کھڑی تھیں۔

مسیحیت نے فرقۂ اناث پر ابڑا احسان کیا ہے۔ بیویوں کے حقوق کو واجبی طور پر محفوظ کر کے شوہروں کے ساتھ مساوات عطا کر دی ہے۔ رُوحانی امور میں آدمیوں کے ہم پلّہ قرار دی گئی ہیں۔ منجئ جہان عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے کفارہ ہوئے۔ دونوں کو نجات دینے کے لئے اس دُنیا میں رونق افروز ہوئے (۱ پطرس ۳: ۷ - گلتی ۳: ۲۸)۔ عورت جو خداوند کی آمد سے پہلے آدمی کی ملکیت اور جائداد خیال کی جاتی تھی۔ اب بذاتِ خود ایک شخص اور غیر فانی رُوح تسلیم کی گئی ہے۔ اعمال الرسل کے مطالعہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ عورات کی حیثیت میں کیسی عظیم الشان تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ ابتدائی کلیسیا میں ہمیں نبیہ عورتیں ملتی ہیں۔ جو بغیر روک ٹوک نبوت کرتی ہیں۔ عورات دُعاؤں اور عبادت میں شریک ہوتی ہیں (۱ کر ۱۱: ۵) بعض نقاد عبرانیوں کے خط کو ایک عورت کی (پرسکلا) کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ فرقۂ اناث کلیسیائی عہدوں پر ممتاز ہے (روم ۱۶: ۱ - ططس ۲: ۳ - ۵: ۲-۱۶) پانچویں صدی مسیحی میں عورات ہادئ دین اور قربان گاہوں پر پریسٹ کا کام سرانجام دیتی رہی ہیں +

بخوفِ طوالت میں اپنا مضمون یہاں ختم کرتا ہوں۔ اگر اختصار مانع نہ ہوتا تو مذکورہ بالا اور دیگر امور کا بالتفصیل ذکر کرتا جس سے ہم کما حقہٗ طور پر محسوس کر سکتے کہ خداوند مسیح کی آمد نے دُنیا میں کیسی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ دُوسروں کے حق میں تو سراسر مبالغہ ہوگا مگر خداوند عالمین کی شان میں ہی ہم کہہ سکتے ہیں

بلغ العلیٰ بکمالہٖ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

(برکت اللہ از نارووال)

27

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

انسانی زندگی کا

نتیجہ افکار پسندیدہ جناب مسٹر پی۔ این بھنوت صاحب

ہر ایک انسان ایک خاص مقصد لیکر آتا ہے۔

اگر دُنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز پر نظر کریں، تو وُہ کسی نہ کسی مطلب اور غرض کے واسطے دُنیا میں پیدا کی گئی ہے ہر ذرہ کسی خاص مقصد کے لئے اپنا کام انجام دے رہا ہے اگر بڑے سے بڑا سورج اگر روشنی کا خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو چھوٹے سے چھوٹا ذرہ روشنی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا جوہر ہے اگر ہم بادلوں کے پانی دینے پر خوش ہوتے ہیں، تو ہوا کا ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑا لے جانا خالی از معنی نہیں۔ حاصل یہ کہ خداوند کریم نے دُنیا کی کسی چیز کو فضول اور عبث پیدا نہیں کیا، عالم ہستی کی تمام اشیاء کا جب یہ حال ہو، تو حضرت انسان بھی آخر اسی صفحۂ ہستی پر مقیم ہیں۔ آخر ان کے ساتھ بھی "ہر کسے را بہر کارے ساختند" والا سلوک کیا گیا، نپولین بونا پارٹ کا کام اگر ملک گیری اور اپنی گری ہوئی قوم کو بلند کرنا تھا۔ تو حضرت عیسے مسیح کا بھولے بھٹکوں کو راہ راست پر لانا۔ کیا سکندر کی فتح اور دارا کا اپنے ہی خانہ زاد غلاموں کے ہاتھوں قتل ہونا بے معنی ہے؟ اور ایک خدا کو بھولے ہوئے، نخوت اور تکبر کے پتلے جابر انسان کے لئے باعث عبرت نہیں! ؎

منع کرتا ہوں تجھکو بھی نہ اترا حسن پہ جاناں
نہیں قبضہ ترا اس پر ہے یہ تو دست یزدانی

ایک ننھے بچے کی پیدائش اگر اپنے والدین کے لئے مایۂ ناز اور سرور و بہجت کا سبب ہے تو ویسے ہی ایک معصوم یا نوجوان کی موت بھی اپنے عزیز و اقربا کے لئے باعث رنج و الم ہوتی ہے، لیکن نہ وُہ اپنے اختیار سے پیدا ہُوا نہ اپنے اختیار سے مرا بلکہ دونوں نے مشیت الٰہی کو (جس کی کنہ تک انسانی رسائی ناممکن ہے) پورا کیا۔ اگرچہ کوئی دہریہ یا جلقت پرست آدمی بچے کی پیدائش کا سبب فقط انسان کی شہوت رانی خیال کرتا ہو یا مرنے والے کی موت والدین کے گناہ یا خود اُس کے بداعمال کا نتیجہ جانتا ہو۔ کیونکہ لکھا ہے "گناہ کی مزدوری موت ہے"

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

مگر یہ اس کی بے بصیرتی ہے۔ یعنی مرنے والا نہ مرتا اگر وہ گناہ نہ کرتا یا اگر وہ بد اعمال میں گرفتار نہ رہتا۔ ایسے لوگ ایک نوجوان کا عین عالم شباب میں مرنے کا باعث گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ نیک ایک بھی نہیں ہاں کوئی بھی نہیں؛ اگر موت کی یہی وجہ ہو تو تمام مخلوقات آن کی آن میں فنا ہو۔ مگر درحقیقت انسانی زندگی کا مقصد بہت گہرا ہے۔ ہر ایک کی زندگی سے خدا ہی واقف ہے۔ جس کا ثبوت "مشتے نمونہ از خروارے" سطور ذیل میں درج ہے:-

کیا انسانی زندگی کا خاکہ پیشتر از ولادت درگاہ الٰہی میں کھینچا ہوا ہے؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے مقصد کی تکمیل میں کہاں تک مداخلت ہے؟ اس لئے ہم انسانی زندگی کے مختصر از درین حصے لیکر اس پر غور کرتے ہیں۔ پیدائش موت۔ عمل (دیکھئے دیباچہ)۔

۱۔ حیات و ممات) دنیا میں کسی ذی روح کا پیدا ہونا اور اس دار فانی کو چھوڑ دار البقا کو سدھار جانا قطعاً انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ کیا کوئی انسان کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے اختیار سے پیدا ہوا بلکہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (تیرا خالق رب ہی ہے) کے بموجب وہی ایک ذات ہے جو اشرف المخلوقات (انسان) پر ہر طرح اپنا قابو اور اختیار رکھتی ہے بھلا اگر دنیا میں آنا کسی آدمی کے اختیار اور بس میں ہوتا تو کیا انسان یہ گوارا کر سکتا تھا کہ ایک غریب بیکس یا بالکل ادنے حیثیت کے آدمی کے گھر پیدا ہو۔ اسی طرح موت کا خیال کیجئے کسی متنفس کا دل نہیں چاہتا کہ اس دنیائے دُنی سے سفر آخرت اختیار کرے۔ یاد نہیں۔ روحانیت اور کاملیت کے مکمل نمونے مسیح علیہ السلام نے اپنی موت کا پیالہ پینے سے پہلے کیا کہا۔ "تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو" کسی دانا نے سچ کہا ہے۔ ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے

اپنی خوشی نہ آئے۔ نہ اپنی خوشی چلے

وہی ایک زبردست ہاتھ ہے جو اپنے منشا اور اشارے سے ایسے وقوع ظہور پذیر کرتا ہے۔ دیکھو وہی یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیوی تفکرات سے باز رہو۔ تم اس تلاش میں نہ رہو کہ کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے اور نہ شکی ہو۔ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں دنیا کی قومیں رہتی ہیں اور تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم ان کے محتاج ہو۔ مزید براں قدرتی کام بھی انوکھے ہیں۔ موسیٰ کو فرعون کے گھر میں پرورش کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس سے اپنے احکام اور منشا کی تعمیل

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کرائی جاتی ہے۔ باوجود فرعون کے محل میں رہائش کرنے کے وُہ پھر بھی خدا کے کام میں مشغول ہُوا خواہ کسی طریقہ سے ہو۔ آخر یہ ایزدی کام کر رہا تھا۔ اس کا قتل کرنا ہی، اس کا پیشوا اور رہنما بننے کا آغاز تھا۔ پھر یہی موسےٰ علیہ السلام جو کنعان کی سرزمین میں داخل ہونے کی توقع رکھتا تھا۔ اُس زمین پر قدم نہ رکھ سکا۔ اس کی سرکشی اور ناگہانی مَوت کا کس کو یقین تھا۔ بالآخر اس نے کنعان کو دُور سے دیکھا اور نا معلوم کہاں دفنایا گیا۔ زبور نویس سچ کہتا ہے "خداوند مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کو سرفرازی عطا کرتا ہے" حیات و ممات کا اختیار انسانی قبضے میں نہیں، اس پر خداوند حکمراں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کتنے دن جئیں گے اور کب مرینگے۔

ایک شُبے کا ازالہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مَوت آدمی کے عملوں کے باعث آیا کرتی ہے۔ یہ بات سراسر بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ بھلا بتایئے۔ ایک چھ ماہ یا برس کے بچے نے کیا گناہ کیا جس کی پاداش میں اُسے آخرت کا ٹکٹ ملا۔ ؎

آمد پیک اجل ہے عبث رنج و ملال ؏
زندگانی کی قضا لائی پیام زندگی ؏

ایک امیر گھرانے کی اولاد نے کیا اچھے عمل کئے جس کی پاداش میں ان کو ایک آرام کی زندگی میسر آئی۔ غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے، کہ مَوت و حیات محض خدائی مشیت ہے۔ جس کے مطابق دن و رات عمل ہو رہا ہے۔ انسان لاکھ کوشش کرے اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا یہاں رسائی ناممکن ہے۔ ہر چند ہم کوشش کریں لاحاصل جائے گی۔ انسان ہے ہی کیا کہ ایسے پیچیدہ مسائل پر اپنے عقل و علم کو ضائع کرے۔ بس ہمارا یہی اعتقاد ہونا چاہیئے "خدا نے دیا خدا نے لیا اُسی کا نام مبارک ہو"

مسبب الاسباب نے ہر ایک کام کو اسباب کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ آنکھ کو دیکھنے کا ذریعہ، کان کو سننے کا، ہاتھ کو کمانے کا پاؤں کو چلنے کا سبب بنایا ہے۔ غرضیکہ وُہ یعنی طاقتِ غیبی جسے ہم خدا کہہ کر پکارتے ہیں ان سب پر قادر ہے، سارے دن کی اَنتھک کوشش کے بعد اگر خدا نہ چاہے، تو رات کی روٹی نصیب نہ ہو۔ جو لوگ صرف اسباب پر بھروسہ کرنے والے ہیں اُن کو نہیں معلوم کہ چور رات کو لُوٹ لے جایا کرتے ہیں تجارت میں نفع کی اُمید

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

The Masihi Lahore January 1925

پر چلا ہوا جہاز طوفان کے باعث طعمۂ سمندر ہو جایا کرتا ہے۔ کیا نہیں دیکھا بھوکے پیٹ کا پرندہ صبح اپنے درخت سے اُڑتا ہے اور رات کو پیٹ بھر کر گھونسلے میں آ داخل ہوتا ہے۔ ؎

اہلِ دُنیا کو ہے ناحق اہتمامِ زندگی
دستِ قدرت سے ہے وابستہ نظامِ زندگی

اسی واسطے مسیح یسُوع نے ہمیں یہ دُعا سکھائی ہے "اے خدا آج کی روٹی ہمیں پہنچا"۔ پھر اسی سبب سے وُہ یہ کہتا ہے کہ تم دُنیوی تفکرات سے باز رہو۔ کیونکہ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم کن اشیاء کے محتاج ہو۔ وُہ ہمارا خالق و رازق ہے اُسی کے دستِ قدرت میں ہماری زندگی ہے۔ جب چاہے ہمیں اس جہان سے اپنے پاس بُلا لے۔ چاہیئے کہ ہم شب و روز اس کی ہدایات اور مثال پر اپنی زندگی گذارنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اپنی زندگی پر کیا اعتبار ہے۔ ہماری زندگی سہاں جنگلی گھاس کی مانند ہے۔ ابھی نظر آئی اور ابھی غائب ہو گئی۔ تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہرینگے اور سوداگری کر کے نفع اُٹھائینگے اور یہ نہیں جانتے کہ کل کیا ہو گا۔ ذرا سُنو تو تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے؟ بخارات کا سا حال ہے ابھی نظر آئے ابھی غائب ہو گئے۔ بجائے اس کے تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر خداوند چاہے تو ہم زندہ بھی رہیں گے اور یہ یا وُہ کام بھی کریں گے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں کہ ہم عبث شیخی مارتے ہیں۔ اور خداوند جانتا ہے کہ ہماری حقیقت کیا ہے۔ آخر میں ہم اس نتیجے پر آ سکتے ہیں کہ حیات و ممات خداوند کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی آدمی اپنی زندگی کا ایک دن کم یا زیادہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ موت یا پیدائش ہمارے اعمال کے سبب ہوتی ہے بلکہ ہر ایک پیدائش سے خداوند کا خاص مقصد ہوتا ہے۔ اور جب چاہے اُس کو بُلا لے۔ انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ صرف خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے وُہی مالکِ سزا و جزا ہے *

پی۔ این۔ بی۔ نادر از اجنالہ

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

انسانی زندگی

دوسرا حصہ

اعمال کی حقیقت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس صورت میں انسان کے لئے نیکی و بدی پہلے سے تیار ہو پھر سزا جزا کیا معنی رکھتی ہے۔ مگر ہم اس کے قائل نہیں۔ کیونکہ انسان فاعل مختار ہے۔ اسکے لئے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے اُس میں تمام طاقتیں قدرت ایزدی سے ودیعت کی ہوتی ہیں۔ جیسے غم و غصہ، شجاعت و بزدلی، حلم و عفو، عقل و تمیز وغیرہ وغیرہ نشو کے وقت جس قسم کے اسباب مہیا ہو جائیں طبیعت میں اُسی قسم کا غلبہ پیدا ہو جائے گا۔ شاً ایک کوری لکڑی جس میں ہر قسم کے روغن کی قبولیت کی طاقت ہو۔ اُس پر جس روغن سے رنگ کیا جائے گا اُسی کا اثر غالب ہو جائے گا۔ بدیہی ثبوت اس کا یہ ہے کہ دو لڑکے ایک ہی عمر اور دماغ کے لئے جائیں۔ ایک کی تربیت رہبانیت اور دوسرے کی فوجی طریق پر کی جائے پھر کامل تربیت کے بعد دیکھا جائے تو ان کے افعال۔ ان کی عادات۔ ان کی پسند۔ ان طبیعت میں زمین آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ اسی طرح قدرت یزدانی نے ہر بچے میں نیکی و بدی کی طاقتیں پیدا کر دی ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے افعال و اقوال کے ذمہ دار ہیں جن کے مطابق روزِ قیامت کو سزا جزا ملیگی۔ مگر تعلیم و تربیت کے وقت جس طاقت کو اُبھارنے کی کوشش کی جائے گی۔ وہی طاقت بڑھتے بڑھتے دوسری پر غالب آجائیگی۔ اسی واسطے مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد علیہ السلام نے فرمایا اَلصُّحبتُ تاَثیر۔ صحبت ایک اثر رکھتی ہے۔ یعنی جس قسم کی صحبت اور حالات میسر آئیں گے۔ اسی قسم کی علوتیں اور خصلتیں ظہور پذیر ہونگی۔ مگر یہ امر یاد رہے کہ بدی سرعت کے ساتھ ترقی کرتی ہے۔ اور جلد ہی نیکی پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔ ہم بدی کے کام کرنے آسان اور عمدہ سمجھتے ہیں۔ لیکن نیکی کرتے وقت صدہا دقتیں آتی ہیں۔ سینکڑوں مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ دیکھو پولوس رسول کیا صاف بیان کرتا ہے۔ "جو میں کرتا ہوں اُس کو نہیں جانتا۔ کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں .... کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے پر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے ۔ چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں" (رومیوں ۷: ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹) پس ظاہر ہو گیا کہ بدی نیکی پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے ۔ مگر اسی طرح اگر انسان اچھی صحبت میں دن گذار دے تو نیکی بدی پر غلبہ حاصل کرے گی اس کی بدیہی مثال کے لئے یوں خیال کریں ۔ سُورج کی روشنی کے آہستہ آہستہ رُونما ہونے سے اندھیرا غائب ہوتا جاتا ہے ۔ ہم اندھیرے کے وجود سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ روشنی کے عدم سے فوراً اندھیرا آموجود ہو گا ۔ مگر چونکہ روشنی اندھیرے پر غالب آگئی ہے ۔ اس لئے روشنی کو ہم زیادہ اچھی طرح دیکھتے ہیں ۔ اتنا جاننے کے بعد انسان کے اعمال کی حقیقت بڑی جلدی سمجھ سکیں گے ۔ ان میں سب طاقتیں کم و بیش موجود تھیں جس طاقت کے وسائل بہم پہنچے اسی کا غلبہ طبیعت میں ہو گیا ۔ بہرکیف یہ ضروری ہے کہ روزِ حشر کو ہر فردِ بشر کو اس کی زندگی کے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملے ۔ کیونکہ خداوند نے انسان کو فاعل مختار پیدا کیا ہے ۔ لہٰذا ہر ایک فعل کی اس سے جواب پرسی ہو گی +

رسُولوں کی ضرورت

اگر ہم قطعاً اسی بات کے مان لینے پر آمادہ ہو جائیں کہ نیکی اور بدی خدا ہی انسان سے سرزد کراتا ہے ۔ تو اس طرح دُنیا کا انتظام بھی بگڑ جائے گا ۔ میں ایک آدمی کی گردن پر مکا مارتا ہوں ۔ اور کہتا ہوں خدا نے ایسا کرایا ۔ ایک آدمی دُوسرے کو قتل کرتا ہے ۔ اب چونکہ فاعل وُہ خود نہیں ہے ۔ اس لئے پھانسی خدا کو ہی چاہیئے جس نے یہ کام کرایا ۔ اس لحاظ سے یہ اعتقاد عقلاً ناگوار گذرتا ہے ۔ اس کے علاوہ رسولوں کا دُنیا میں آنا اور نجات کی خوشخبری دینا اور نیکی پر لگانا ایک عبث اور بے بُنیاد چیز ہے ۔ مگر نہیں رسول دُنیا میں آئے ۔ خدائی احکام دنیا میں پیش کئے اُن کی صحبت اور فیض ان کی تقلید نے انسان میں نیکی کا رنگ جما دیا ۔ بدی وجود میں کمزور ہو گئی ۔ جس کی زندگی بطالت میں گذرتی ہے ۔ وُہ راست پر آتا ہے ۔ کلام اللہ اور رسولوں کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنی شروع کرتا ہے ۔ اور آخر کار مرنے سے پہلے اپنے نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے ۔ جیسے یہودا اسکروتی

33

اگرچہ اپنی عمر کا بہت سا حصہ مسیح یسوع کے ہمراہ بسر کرتا رہا مگر آخر میں مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرا کر خودکشی کر لی اور اپنے نتیجہ کو پہنچ گیا۔ اسی طرح نوح کی قوم کئی سال وعظ سننے کے بعد بھی اپنے کیفرِ کردار کو پہنچی۔ اور پطرس نے مرغ کی اذاں سے پہلے مسیح کی پیشین گوئی کے مطابق مسیح کا تین بار انکار کیا۔ مگر پھر جلدی ہی پشیمان ہوا اور نادم ہو کر خدا کی درگاہ میں توبہ کرنے لگا۔ رہی یہ بات کہ پطرس رسول نے اگر بعد میں توبہ کر لی تھی تو یہ گناہ کیا کیوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیاوی وجاہت اور شاہی دبدبہ اپنی بے عزتی یا لالچ نے اس کی نیکی کی قوت کو کمزور کر دیا۔ اور جیسے روشنی کی کمزوری سے سیاہی کا غلبہ ہو جانا ضروری ہے اسی طرح نیکی کی قوت کچھ وقت کے لئے دب گئی۔ اور بدی کی قوت کے غلبے سے اُس نے مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔ مگر چونکہ اُسے نیکی و بدی کی امتیاز تھی۔ وہ گناہ و راستبازی کی تشخیص کرنی جانتا تھا۔ اس لئے اس نے جلد ہی توبہ کی اور نیکی کی طرف مائل ہوا۔ انسان کمزور ہے اور کمزوری ہی ایک بڑا گناہ ہے۔ بلکہ سب سے زبردست گناہ کمزوری ہے۔

تمام رسولوں پر اس نے غلبہ کیا۔ گتسمنی باغ میں مسیح کو سب چھوڑ کر رفوچکر ہو گئے۔ یہ اُن کی کمزوری تھی۔ پولوس رسول ایک عرصہ تک بدی اور گناہ میں لت پت رہا۔ مگر بالآخر نیکی نے بدی پر غلبہ پایا اور وہ راہِ راست پر چلنے لگا۔ ہر ایک انسان فرداً فرداً آزمایا جاتا ہے۔ دیکھئے کوئی بھی نیکوکار نہیں۔ ہاں ایک بھی نہیں۔ سب کی سرشت میں گناہ ہے مسیح علیہ السلام ہی ایک انسان اس دنیا میں آیا۔ جسے ہم کامل انسان اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس کی ہدایات لاغلط ہیں وہ خود لاغلط ہے۔ مگر وہ ہم انسانوں کی مانند آزمایا گیا۔ چونکہ وہ کمزور نہ تھا۔ اس لئے اُس نے شیطان سے کہا "اے شیطان دور ہو" اس نے انسان بنکر ہم پر ظاہر کر دیا کہ انسان اس دنیا میں نیک اور گناہ سے دور رہ سکتا ہے۔ وہی ایک نمونہ ہے اُسی کو نبی معصوم کہتے ہیں۔ اس نے ہمارے واسطے اس جگہ رسول بھیجے تاکہ ہمیں اس کی خوشخبری کی بشارت دیں۔ اور آخر ایک دن معین کیا جسے روزِ شمار کہتے ہیں۔ اس دن ہمارے اعمال کے مطابق ہم سے سلوک کیا جائے گا۔ چونکہ عقل و تمیز ودیعت کی گئی ہے۔ اس کو چاہیئے کہ اپنی بہتری کے واسطے استعمال کریں۔ ہم خود فاعل مختار ہیں اور اپنی نیکی و بدی کے مختار ہیں نہ کہ خدا +

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

شیطان کی حقیقت

شیطان نے خدا کی نافرمانی کی اور ابدی لعنت کا مستوجب ہُوا۔ مگر اُس نے اپنی لعنت و عذاب میں گرفتار رہونے کے لئے مہلت مانگی۔ مہلت ملی۔ مگر ساتھ ہی تہیہ کر لیا کہ میں اپنی معصیت میں بہت سی خلقت تیار کرونگا۔ اِس لئے اُس نے ابنِ آدم کو خدائی راستہ سے بہکا کر اپنے ساتھیوں میں داخل کرنا چاہا۔ اور قیامت تک ایسا ہی کرتا جائیگا اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ شیطان کی خدا کے مقابلے میں کوئی ہستی نہیں۔ کوئی طاقت نہیں مگر چونکہ اس کو قیامت تک مہلت دی گئی ہے۔ اور خدا کی شان اِنَّ اللّٰہ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادُ ہ وعدہ خلافی کرتا نہیں ہے۔ اِس لئے اس وقت خداوند کریم اس کو اس کام سے یعنی لوگوں کو بدی کی ترغیب دینے سے باز نہیں رکھتے۔ یہ نتیجہ لینے کے بعد ہم یہی کہیں گے کہ بدی شیطان کی طرف سے ہے اور نیکی خدا کی طرف سے ہے۔

انجام

بخوفِ طوالت ہم انجام کو لے کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اب معاملہ بالکل صاف ہے۔ اِنسان میں نیکی و بدی کی قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ خدا کے رسُول نجات دلانے اور صاف رستہ دکھلانے کیلئے دُنیا میں آئے عقل و تمیز دی گئی۔ شیطان کے وجود اور اُس کی نافرمانی اور اسکی قیامت تک کی آزادی اور قیامت کے بعد کم و بیش حال کا انسان کو پتہ دیدیا گیا ہے یہ ضروری ہے کہ انسان سے بازپرس کی جائے حساب لیا جائے۔ اور اسکے بعد ہمیشہ کیلئے اپنے تابع یا نافرمانوں میں جگہ دیجائے۔ حیات و ممات۔ ناداری و دولتمندی اور دُنیا و دین کے تمام اسباب خدا کریم نے اپنے دستِ قدرت میں رکھے ہُوئے ہیں۔ اور نیکی اور بدی کے حصُول میں انسان کو فاعل مختار کر دیا گیا ہے اگر گیہوں بوئے گا گیہوں کاٹے گا۔ جَو بوئے گا جَو کاٹے گا۔ ؎

گندم از گندم بروید جَو ز جَو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

ان تمام امور کا زمانے کے دانا شیخ سعدی نے چند لفظوں میں کیا اچھا فیصلہ کر دیا ہے۔ ؎ ملاحظہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند   تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرمانبردار   شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

کلام نادر

(از پی - این - بھنوت صاحب نادر)

گرے جاتے ہیں خود اپنی نظر سے ہم ستم یہ ہے — نشاں اپنا مٹائے جاتے ہیں افسوس، غم یہ ہے
بڑھے جاتے ہیں آگے ہم سے سب اس دارِ فانی میں — ہمیں ہیں رنج و غم سہنے کو، دُنیا میں الم یہ ہے
رواں ہوتے ہیں تا نخلے ہر آن دُنیا سے — اگر پوچھیں کدھر کو؟ کہتے ہیں راہ عدم یہ ہے
رکے ہو کب تک غافلو اِس بزم فانی میں — نہ اللہ سے تقرب ہوگا، اِس حالت میں غم یہ ہے
کہینگے صاف ہم اللہ کے آگے روزِ محشر میں — دبے جاتے ہیں بارِ غم سے اے اللہ، غم یہ ہے
کرینگے ایکدن پرواز عقل و ہوش سب اپنے — ملینگے حیف سے دست تاسف مجھکو غم یہ ہے

نہ کر نادر بھروسہ اِس قدر دُنیائے فانی پہ
پکڑ دامانِ حق مضبوط راحت کا علم یہ ہے

نوٹ اور خبریں

نسیم لطف نوروزی سے عالم میں ہر ایک غنچہ — خوشی سے پھول پھول آیا آہا ہا لو ہم ہو ہو؛

۱۸ اور ۱۹ / دسمبر ۱۹۲۴ء کو پنجاب یونیورسٹی کی کانوکیشن بڑی دھوم دھام - تزک و احتشام سے ہوئی۔ حسن انتظام ما لا کلام مسٹر ولی - این - دت صاحب رجسٹرار کی قابلیت اور تجربہ کاری کا زبانِ حال سے شاہد تھا۔ ایف - اے کے امتحان کے نتیجے پر اُردو زبان میں اول رہنے کے لئے مس ڈورین میاداس دختر نیک اختر مسٹر ای سیاداس صاحب ایم - ایل - سی فیروزپور اور مس ڈوروس ہمفری کو یونیورسٹی کی طرف سے گورنر بہادر نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک تمغہ انعام دیا۔ مبارک -

اسی کانوکیشن میں مس وینا ایڈورڈ - مسٹر اُجاگر سنگھ اور مسٹر ایف - آئی جیکب ایڈیٹر رسالہ مسیحی کو بی - ڈی کی ڈگری ملی - سلامت بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک سال میں تین مسیحیوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

امسال بتقریب کرسمس لاہور میں خوب رونق رہی۔ کرسمس ایوکو بڑٹ (ڈ) انسٹی ٹیوٹ میں خلقت کا ایسا ہجوم تھا کہ آج تک کبھی نہیں ہوا۔ ہندو مسلمان بھی خال خال وہاں موجود تھے کرسمس کیرلز کے شروع ہوتے ہی ایسا سماں بندھا کہ سامعین محسوس کرنے لگے کہ سچ مچ وُہ بھی فرشتوں کے آسمانی گروہ کے ساتھ ہم نوائے ستائش وحمدِ منجیٔ عالمین ہیں۔

امریکن مشن کپاؤنڈ میں عجیب رونق تھی۔ تمام احاطے میں ضیائے موفور تو مکانات نورٌ علیٰ نور۔ تمام امریکن مشنری صاحبان نے اپنی کوٹھیوں پر چراغ جلوائے۔ کمرے اندر باہر سے سجائے۔ شام کو ایک گانے والوں کا جلوس تیار ہو کر روشنی دیکھنے اور پیارے منجی کے استقبال کے لئے عقلمند کنواریوں کو تیار کرنے آیا۔ احاطے کے مسیحیوں نے کرسمس کیک نذر کیا۔ دوران کے خیر مقدم میں آتشبازیاں چلائیں۔ پھول جھڑیوں سے پھول برسائے۔ پٹاخوں سے سلامی دی۔

وارث روڈ پر بھی تمام مکان بقعۂ نور تھے اور خاطر مدارات و سلام پیام کا بازار گرم تھا۔ ان تمام باتوں سے ہمارے دل میں خوشی کا نور ضیا رافگن ہوتا ہے۔ امید ہے کہ سال آئندہ میں اس سے بھی زیادہ کلیسیا اپنے دُولھے کی آمد کے لئے تیار پائی جائے گی کیونکہ غریب اور محتاج تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ جو کچھ اس نے کیا محبت کی راہ سے کیا۔ گو یہ قیمتی جٹاماسی کا عطر بہت داموں کو بک سکتا تھا۔ اور یتیموں اور بیواؤں کو دیا جا سکتا تھا۔ ناظرین ایسے اخراجات کو ضائع نہیں بلکہ بالکل وصول سمجھیں۔ اور نہایت موزوں مناسب و جائز تصور کریں۔ اگر پیارے منجی کی محبت اور شکر گذاری ہمارے دلوں میں موجزن ہے تو یہ تو کیا جتنا خرچ اس قسم کی باتوں میں کریں کم ہے ؎

خلق میگوید کہ خسرو بُت پرستی میکند　　آرے آرے میکنم با خلق و عالم کار نیست ؛

ہمارے مہربان پادری نواب دین صاحب ساکن مرالیوالہ ضلع گوجرانوالہ ہر سال کم از کم ایک دو خریدار ضرور مسیحی کی خاطر بنا لیتے ہیں۔ اب کے بھی آپ نے پانچ نئے خریداران کے نام ہمیں بھیجے ہیں۔ جن کیلئے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ اگر پادری نواب دین صاحب جیسے دس پانچ حامی آنر مسیحی کے پیدا ہو جاویں تو پھر دیکھئے رسالہ مسیحی کی شان کہاں سے کہاں کو جاتی ہے۔

ایڈیٹر

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

ضمیمہ مسیحی

بابت ماہ جنوری

تفصیل آمدنی وخرچ بموقعہ ایڈریس گورنر بہادر

مع

اسمائے گرامی چندہ دہندگان

جو چھپی ہوئی فہرست۔ اور ضمیمہ فہرست چندہ دہندگان بوقت جلسہ بروز ۱۵ نومبر ۱۹۲۴ء تقسیم کی گئی تھی۔ اس میں بہت سے اصحاب کے نام نامی درج نہ ہوسکے۔ کیونکہ بہت سے لوگوں کا چندہ فہرستیں چھپ جانے کے بعد وصول ہوا۔ بہتوں نے دن کے دن چندہ دیا۔ بعض نے عین جلسے کے وقت رقمیں عنائیت کیں۔ جلدی میں بعض رقم چندہ تو دے گئے مگر نام اورپتہ نہ لکھوایا۔ بعض نے اپنا سرنامہ ایسا لکھا کہ لکھے موسٰے اور پڑھے خدا کا مضمون ہوگیا۔ اس لئے کانفرنس مناسب خیال کرتی ہے کہ ایک مکمل فہرست جملہ ارباب قوم مع اندراج زرچندہ رسالہ مسیحی میں شائع کی جائے اور کانفرنس کی طرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کیا جائے کیونکہ اگر قوم کی تائید اس امر میں شامل حال نہ ہوتی تو توقع سے بہت بڑھ کر کامیابی جیسا کہ ہوئی ہے ہونی ناممکن تھی۔ جن اصحاب کے نام اس میں نہ ہوں وہ ہمیں فوراً اطلاع دے کر مشکور فرمادیں۔

گھر پیچھے دس روپے چندہ رکھا گیا تھا مگر بعض اصحاب مثلاً پادری صاحبان وغیرہ سے پانچ روپے بھی بصد شکریہ لئے گئے۔ فخرِ قوم راجہ سرہرنام سنگھ صاحب نے پچاس روپے کا عطیہ عنائیت کیا۔ آپ تو بہت زیادہ دیتے مگر آپ کو اس سے زیادہ دینے کی تکلیف ہی نہ دی گئی۔

اوّل اوّل ۵۰۰ روپیہ کے خرچ کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ لیکن تعداد کثیر کی

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

شمولیت سے کانفرنس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور بعض مشفقوں کی رائے سے بڑے وسیع اور اعلیٰ پیمانے پر انتظام جلسہ کیا گیا۔ دیہاتی مسیحیوں کا آرام اور خاطر مدارات جیسکی خصوصیت سمجھی گئی۔ لہذا اُن کے کھانے۔ ٹھیرنے اور دعوت کا خاص بند و بست ہُوا اور جلسے کے وقت پیٹ بھر کر مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اہل دیہات و بیرونجات کے مسیحیان کی زبانی معلوم ہُوا ہے کہ سب لوگ بہت خوش اپنے گھروں کو تشریف لے گئے ہیں۔ اور یہ تمام کامیابی اس لئے ہوئی کہ قوم نے اپنی ذمہ داری کو پہچانا اور فراخ دلی سے کام لیا۔ امید ہے کہ ہمارے ہم قوم آئندہ بھی ہمیشہ ایسی سچی ہمدردی اور یگانگت کا ثبوت دیا کرینگے۔

فردحساب آمدنی و خرچ جلسہ خوش آمدید

تفصیل خرچ	پائی	آنے	روپے
شامیانہ اور دریوں کا کرایہ	۰	۰	۸۹
محصول ڈاک	۹	۹	۴۲
چھپائی	۰	۲	۱۰۵
نقلہائے انگریزی	۶	۱۴	۷۲۵
دیسی مٹھائیاں برائے اہل دیہات	۰	۰	۴۱۵
متفرقات	۰	۲	۴۸
مزدوروں نوکروں وغیرہ کو	۰	۰	۵
کرسیوں کا کرایہ	۰	۰	۲۰
قیمت ایڈریس اور ڈبہ جس میں ایڈریس پیش کیا گیا	۰	۴	۵۹
ٹانگوں کا کرایہ	۰	۲	۳۹
نذرانہ ریلوے بینڈ	۰	۰	۹۳
بٹالہ اور لدھیانہ کے سکاؤٹوں کے کھانے اور ٹھیرنے کا خرچ	۰	۰	۱۳۱
نذرانہ پولیس	۰	۰	۳۲
کل میزان اخراجات	۳	۱۵	۱۳۸۹
کل آمدنی	۰	۰	۱۳۸۵
خسارہ	۳	۱۵	۴

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

فہرست چندہ دہندگان معزز قوم بتقریب جلسۂ تہنیت حضور گورنر بہادر و لیڈی ہیلی

راجہ سر ہرنام سنگھ اہلووالیہ .... عـہ ۵۰

مفصلۂ ذیل اشخاص نے دس دس روپے عنایت کئے ہیں :-

نمبر شمار	نام معطی		نمبر شمار	نام معطی	
	لاہور		۱۹	مسٹر جے ریسن کلیر	عـہ ۱۰
۱	مسٹر آئی - جے اینگلز	عـہ ۱۰	۲۰	مسز نجم الدین	〃
۲	مسٹر این - ایس لائل	〃	۲۱	مسٹر ڈبلیو لے سالک	〃
۳	مسٹر کے - ایل رلیا رام	〃	۲۲	پادری دینا ناتھ	〃
۴	پروفیسر سراج الدین	〃	۲۳	مسٹر بی - مکھن لال	〃
۵	مسٹر سیموایلز لال	〃	۲۴	رائے بہادر اے - ایم سرکار	〃
۶	رائے بہادر پی - این دت	〃	۲۵	ڈاکٹر آئی - یو - ناصر	〃
۷	مس بوس صاحب	〃	۲۶	مسٹر بی ایڈورڈ	〃
۸	مسٹر جے - سی چیٹرجی	〃	۲۷	مسٹر ای - آر لوش	〃
۹	مسٹر آئی درگا پرشاد	〃	۲۸	مسٹر فلپ	〃
۱۰	مسٹر بی - ایل رلیا رام	〃	۲۹	ڈاکٹر ایس صادق	〃
۱۱	مسٹر الف - ڈی وارث	〃		**منٹگمری**	
۱۲	مس سرکار بی - اے	〃	۳۰	مسٹر آر - سی بنیرجی	〃
۱۳	مسٹر شیفن کرم سنگھ آئی - ایس - او	〃	۳۱	مسٹر ایچ - ایس فیلیوس	〃
۱۴	کیپٹن دیویندر سنگھ آنڈ	〃	۳۲	مسٹر جے ڈیوڈ	〃
۱۵	مسٹر آئی لطیف	〃	۳۳	پادری پریم چندر	〃
۱۶	مسٹر بی گھوش	〃	۳۴	مسٹر اے - این دوہادال	〃
۱۷	رائے صاحب جوزف ٹھاکر داس	〃		**لائلپور**	
۱۸	مسٹر جون ابی ندر	〃	۳۵	مسٹر ایس ڈیوڈ	〃

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

نمبر شمار	نام معطی	
۳۶	چوہدری بہاول خان	عہ
۳۷	مسٹر فضل الدین	〃
۳۸	ایس پال	〃
	فیروزپور	
۳۹	مسٹر ای میاداس - ایم - ایل - سی	〃
	سیالکوٹ	
۴۰	مسٹر حاکم الدین	〃
	امرتسر	
۴۱	مسٹر ایس - سی ٹھاکرداس	〃
	ترنتارن	
۴۲	چوہدری ہتّو	〃
	گوجرانوالہ	
۴۳	رائے بہادر ایس - سی چیٹرجی	〃
۴۴	پادری جیون مل	〃
۴۵	پادری نواب الدین	〃
	جالندھر	
۴۶	مسٹر جے - سی سنگا	〃
۴۷	لالہ بشنداس	〃
۴۸	بابو فقیر مسیح	〃
۴۹	مسٹر آر - ایچ عنایت مسیح	〃
۵۰	پادری رلیارام	〃
۵۱	پادری گولک ناتھ	〃
	کپورتھلہ	
۵۲	مسٹر ایم - این بجوڑ	〃

نمبر شمار	نام معطی	
۵۳	مسٹر این - ایل مِتّر	عہ
	جالندھر چھاؤنی	
۵۴	مسٹر اے گھوش	〃
۵۵	لالہ سندرداس	〃
۵۶	چوہدری عمرا	〃
	انبالہ	
۵۷	مسٹر ایم - سی گھوش	〃
	نارووال	
۵۸	مسٹر ایچ - ایم سرکار	〃
	گجرات	
۵۹	جے - ڈینیل صاحب	〃
	شیخوپورہ	
۶۰	چوہدری متوالا	〃
۶۱	〃 گھسیٹا	〃
۶۲	〃 شاہانہ	〃
۶۳	〃 دولا	〃
۶۴	〃 دولت	〃
۶۵	〃 قاسم	〃
۶۶	مسٹر ای لوئس	〃
۶۷	چوہدری عمرا	〃
	ہوشیارپور	
۶۸	مسٹر بہاری لال	〃

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

ضمیمہ مسیحی

بابت ماہ جنوری

تفصیل آمدنی وخرچ بموقعہ ایڈریس گورنر بہادر

مع

اسمائے گرامی چندہ دہندگان

جو چھپی ہوئی فہرست - اور ضمیمہ فہرست چندہ دہندگان بوقت جلسہ بروز ۱۵ ار نومبر ۱۹۲۴ء تقسیم کی گئی تھی - اس میں بہت سے اصحاب کے نام نامی درج نہ ہو سکے - کیونکہ بہت سے لوگوں کا چندہ فہرستیں چھپ جانے کے بعد وصول ہوا - بہتوں نے دن کے دن چندہ دیا - بعض نے عین جلسے کے وقت رقمیں عنایت کیں - جلدی میں بعض رقم چندہ تو دے گئے مگر نام اور پتہ نہ لکھوایا - بعض نے اپنا سرنامہ ایسا لکھا کہ لکھے موسٰے اور پڑھے خدا کا مضمون ہو گیا - اس لئے کانفرنس مناسب خیال کرتی ہے کہ ایک مکمل فہرست جلاارباب قوم مع اندراج زر چندہ رسالہ مسیحی میں شائع کی جائے اور کانفرنس کی طرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کیا جائے کیونکہ اگر قوم کی تائید اس امر میں شامل حال نہ ہوتی تو توقع سے بہت بڑھ کر کامیابی جیسا کہ ہوئی ہے ہونی ناممکن تھی + جن اصحاب کے نام اس میں نہ ہوں وہ ہمیں فوراً اطلاع دے کر مشکور فرما دیں +

گھر پیچھے دس روپے چندہ رکھا گیا تھا مگر بعض اصحاب مثلاً پادری صاحبان وغیرہ سے پانچ روپے بھی بصد شکریہ لئے گئے + فخر قوم راجہ سر ہرنام سنگھ صاحب نے پچاس روپے کا عطیہ عنایت کیا - آپ تو بہت زیادہ دیتے مگر آپ کو اس سے زیادہ دینے کی تکلیف ہی نہ دی گئی +

اوّل اوّل ۵۰۰ روپیہ کے خرچ کا اندازہ لگایا گیا تھا - لیکن تعداد کثیر کی

42

شمولیت سے کانفرنس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور بعض مشفقوں کی رائے سے بڑے وسیع اور اعلیٰ پیمانے پر انتظام جلسہ کیا گیا۔ دیہاتی مسیحیوں کا آرام اور خاطر مدارات جسکی خصوصیت سمجھی گئی۔ لہذا اُن کے کھانے۔ ٹھہرنے اور دعوت کا خاص بندوبست ہُوا اور جلسے کے وقت پیٹ بھر کر مٹھائی تقسیم کی گئی ٭

اہل دیہات و بیرونجات کے مسیحیان کی زبانی معلوم ہُوا ہے کہ سب لوگ بہت خوش اپنے گھروں کو تشریف لے گئے ہیں۔ اور یہ تمام کامیابی اس لئے ہوئی کہ قوم نے اپنی ذمہ واری کو پہچانا اور فراخ دلی سے کام لیا۔ اُمید ہے کہ ہمارے ہم قوم آئندہ بھی ہمیشہ ایسی مسیحی ہمدردی اور یگانگت کا ثبوت دیا کرینگے ٭

فرد حساب آمدنی و خرچ جلسہ خوش آمدید

تفصیل خرچ	پائی	آنے	روپے
شامیانہ اور دریوں کا کرایہ	۰	۰	۸۹
محصول ڈاک	۹	۶	۴۲
چھپائی	۰	۲	۱۰۵
نقلہائے انگریزی	۶	۱۴	۷۲۵
دیسی مٹھائیاں برائے اہل دیہات	۰	۰	۴۱۵
متفرقات	۰	۲	۴۸
مزدوروں نوکروں وغیرہ کو	۰	۰	۵
کرسیوں کا کرایہ	۰	۰	۲۰
قیمت ایڈریس اور ڈبہ جس میں ایڈریس پیش کیا گیا	۰	۴	۵۹
ٹانگوں کا کرایہ	۰	۲	۳۹
نذرانہ ریلوے بینڈ	۰	۰	۹۳
بٹالہ اور لدھیانہ کے سکاؤٹوں کے کھانے اور ٹھہرنے کا خرچ	۰	۰	۱۳۱
نذرانہ پولیس	۰	۰	۳۲
کل میزان اخراجات	۳	۱۵	۱۳۸۹
کل آمدنی	۰	۰	۱۳۸۵
خسارہ	۳	۱۵	۴

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

فہرست چندہ دہندگان معہ رقم بتقریب جلسۂ تہنیت حضور گورنر بہادر و لیڈی ہیلی

راجہ سر ہرنام سنگھ اہلووالیہ صہ۵۰

مفصلہ ذیل اشخاص نے دس دس روپے عنایت کئے ہیں:-

نمبر شمار	نام معطی	
	لاہور	
۱	مسٹر آئی۔ جے ایگلز	عہ۱۰
۲	مسٹر این۔ ایس لائل	"
۳	مسٹر کے۔ ایل رلیا رام	"
۴	پروفیسر سراج الدین	"
۵	مسٹر سیوا ایز لال	"
۶	رائے بہادر پی۔ این دت	"
۷	مس بوس صاحبہ	"
۸	مسٹر جے۔ سی چیٹرجی	"
۹	مسٹر آئی درگا پرشاد	"
۱۰	مسٹر پی۔ ایل رلیارام	"
۱۱	مسٹر الف۔ ڈی وارث	"
۱۲	مس سرکار بی۔ اے	"
۱۳	مسٹر شیفن کرم سنگھ آئی۔ ایس۔ او	"
۱۴	کیپٹن دیویندر سنگھ آنڈ	"
۱۵	مسٹر آئی لطیف	"
۱۶	مسٹر بی بی گھوش	"
۱۷	رائے صاحب جوزف ٹھاکرداس	"
۱۸	مسٹر جون ابی نذر	"
19	مسٹر جے سِن کلیر	عہ۱۰
۲۰	مسز نجم الدین	"
۲۱	مسٹر ڈبلیو لے سالک	"
۲۲	پادری دینا ناتھ	"
۲۳	مسٹر بی۔ مکھن لال	"
۲۴	رائے بہادر لے۔ ایم سرکار	"
۲۵	ڈاکٹر آئی۔ یو۔ ناصر	"
۲۶	مسٹر بی ایڈورڈ	"
۲۷	مسٹر ای۔ آر لوش	"
۲۸	مسز فلپ	"
۲۹	ڈاکٹر ایس صادق	"
	منٹگمری	
۳۰	مسٹر آر۔ سی بینرجی	"
۳۱	مسٹر ایچ۔ ایس فیلیوس	"
۳۲	مسٹر جے ڈیوڈ	"
۳۳	پادری پریم چندر	"
۳۴	مسٹر اے۔ این دھادامل	"
	لائل پور	
۳۵	مسٹر ایس ڈیوڈ	"

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

نمبر شمار	نام معطی	
۳۶	چوہدری بہاول خان	عـه
۳۷	مسٹر فضل الدین	〃
۳۸	ایس پال	〃
	فیروز پور	
۳۹	مسٹر ای میا داس - ایم - ایل سی	〃
	سیالکوٹ	
۴۰	مسٹر حاکم الدین	〃
	امرتسر	
۴۱	مسٹر ایس - سی ٹھاکر داس	〃
	ترنتارن	
۴۲	چوہدری ہتو	〃
	گوجرانوالہ	
۴۳	رائے بہادر ایس - سی چیٹرجی	〃
۴۴	پادری جیون مل	〃
۴۵	پادری نواب الدین	〃
	جالندھر	
۴۶	مسٹر جے - سی سنگا	〃
۴۷	لالہ بشنداس	〃
۴۸	بابو فقیر مسیح	〃
۴۹	مسٹر آر - ایچ عنایت مسیح	〃
۵۰	پادری رلیا رام	〃
۵۱	پادری گولک ناتھ	〃
	کپورتھلہ	
۵۲	مسٹر ایم - این بوز	〃

نمبر شمار	نام معطی	
۵۳	مسٹر این - ایل مِتر	عـه
	جالندھر چھاؤنی	
۵۴	مسٹر اے گھوش	〃
۵۵	لالہ سندر داس	〃
۵۶	چوہدری عمرا	〃
	انبالہ	
۵۷	مسٹر ایم - سی گھوش	〃
	نارووال	
۵۸	مسٹر ایل - ایم سرکار	〃
	گجرات	
۵۹	جے - ڈینیل صاحب	〃
	شیخوپورہ	
۶۰	چوہدری متوالا	〃
۶۱	〃 گھسیٹا	〃
۶۲	〃 شاہانہ	〃
۶۳	〃 دولا	〃
۶۴	〃 دولت	〃
۶۵	〃 قاسم	〃
۶۶	مسٹر ای لوئس	〃
۶۷	چوہدری عمرا	〃
	ہوشیارپور	
۶۸	مسٹر بہاری لال	〃

45

نمبر شمار	نام معطی	
	لدھیانہ	
۶۹	مسٹر بی - وائلی	عـہ
۷۰	مسٹر جے - سی گھوش	"
	ینگسن آباد	
۷۱	چوہدری سندر داس	"
	پشاور	
۷۲	ڈاکٹر نذیر اللہ	"
	کلارک آباد	
۷۳	مسٹر بی - ایچ ودہاوامل	"
	مارٹن پور	
۷۴	مسٹر ہیرالال وائی - ایم - سی	"
	سرگودہا	
۷۵	پادری نتھو چند	"
	ڈسکہ	
۷۶	مسٹر بی - ڈی بھنوت	"
	راولپنڈی	
۷۷	مسٹر بی - سی لال	"
	جہلم	
۷۸	مسٹر اینڈرو محی الدین	"
۷۹	مسٹر فضل الہی بی - اے	"
	ننکانہ صاحب	
۸۰	مسٹر جے - ڈی عنبر	"
	شاہ پور	
۸۱	مسٹر ایچ - ڈی بھنوٹ آئی - سی - ایس	"

نمبر شمار	نام معطی	
	سانگلہ ہل	
۸۲	چوہدری وساوامل	عـہ
۸۳	چوہدری فتح جنگ	"
	قصور	
۸۴	چوہدری میوہ	"
۸۵	چوہدری چیتو	"
	بھیرہ	
۸۶	پادری ایس - بی سالک	"
	جگراواں	
۸۷	پادری احمد شاہ	"
	اٹاری	
۸۸	مس کے - ایم - بوس	"
	گورداسپور	
۸۹	رائے بہادر ایم - ایل رلیا رام	"

مفصلہ ذیل اشخاص نے پانچ پانچ روپے عنایت کئے ہیں :-

نمبر شمار	نام معطی	
	شیخوپورہ	
۱	بابو خوشحال چند	صہ/
۲	چوہدری حاکم رائے	"
۳	پادری دتہ	"
۴	مسٹر ڈینئل	"
۵	چوہدری لہنا	"
۶	چوہدری گہنا	"
۷	چوہدری سندر	"

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

نمبر شمار	نام معطی		نمبر شمار	نام معطی		نمبر شمار	نام معطی	
۸	چوہدری دینا	صہ ر	۲۶	پادری جہانب الدین	صہ ر	۴۲	چوہدری بڈھو	صہ ر
۹	چوہدری مراد	〃		**ینگسن آباد**			**سرگودھا**	
۱۰	چوہدری گھسیٹا	〃	۲۷	مسٹر ٹھاکرداس شرف	〃	۴۳	پادری چیتو ل	〃
۱۱	چوہدری حستا	〃	۲۸	چوہدری وساوا مل	〃	۴۴	〃 اروڑا رام	〃
۱۲	چوہدری امام الدین	〃		**فیروزپور**		۴۵	ایلڈر لابھی	〃
۱۳	چوہدری میلا	〃	۲۹	پادری پریم داس	〃		**اکال گڈھ**	
۱۴	چوہدری کتھو	〃		**منٹگمری**		۴۶	پادری عبدالکریم	〃
۱۵	چوہدری سبھو	〃	۳۰	پادری آر-ایم شاد	〃		**لائل پور**	
۱۶	چوہدری ویرو	〃		**گوجرانوالہ**		۴۷	مسٹر مخزن اللہ	〃
	لاہور		۳۱	پادری بی-ایم ٹاٹے	〃		**خانقاہ ڈوگراں**	
۱۷	مس احمد شاہ	〃	۳۲	پادری لبھو مل	〃	۴۸	مسٹر شاد	〃
۱۸	پادری ہیلز	〃	۳۳	چوہدری کلّو	〃		**چوہڑ کانہ**	
۱۹	پادری غلام مسیح	〃	۳۴	چوہدری لابھا	〃	۴۹	چوہدری رلّو	〃
۲۰	پادری طالب الدین	〃	۳۵	چوہدری عبداللہ	〃	۵۰	چوہدری ہیرا	〃
۲۱	مسٹر طہماسپ خان	〃	۳۶	چوہدری امام الدین	〃	۵۱	مس ایچ سیاداس	〃
۲۲	مسٹر حبیب	〃	۳۷	〃 〃	〃	۵۲	چوہدری رام چند	〃
۲۳	مسٹر انگلز	〃	۳۸	〃 اللہ دتہ	〃	۵۳	چوہدری اروڑا	〃
۲۴	مس مترا	〃	۳۹	〃 اروڑا	〃	۵۴	معرفت مسٹر اے گوفرینسم جالندھر	۳
۲۵	مسٹر فیض علی	〃	۴۰	پادری ہیرالال	〃	۵۵	معرفت پادری نواب الدین گوجرانوالہ	۳ صہ
	گجرات		۴۱	مسٹر شیفن	〃			

نوٹ ؎ پچیس اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے عین بمقام جلسہ پانچ پانچ روپیہ چندہ ہمارے کلرک کو دیئے مگر اپنا پتہ ٹھیک طرح نہ لکھوایا ہم بہت مشکور ہونگے اگر وہ صاحب خود یا اُن کے احباب ہمیں فوراً انکے نام و پتہ سے اطلاع دیں ۔

کے ۔ ایل ۔ رلیارام پریزیڈنٹ پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس لاہور

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

خوشخبری

لاہور میں کرسچن شوپ

ابی نیزر برادرس دپروپرائیٹر جان ابی نیزرا جنرل مرچنٹس اینڈ ٹیلرز

قلعہ گوجر سنگھ ۔ لاہور

ہم ہر قسم کا مال عمدہ تازہ اور بارعایت فروخت کرتے ہیں فیشنیبل فروک جمپر لیڈیز ڈریس۔ لڑکیوں و بچوں کے سرد و گرم کپڑے سٹوکنگ ہر قسم۔ اسکول کے کل کپڑے بٹ۔ ٹوپیاں۔ ساڑی کے فیتے۔ ریشمی رِبن۔ ہیر کومب برُش خوشبودار ہیر آئل صابن سنٹ۔ خوراکی اشیاء۔ کارنفلور۔ سرکہ۔ کواکراوٹ۔ بارلی وغیرہ انگریزی مٹھائی و فینسی گڈس بجاؤ کا سامان ولایتی اُون سٹیشنری۔ ولایتی ساخت کے گلٹی زیورات اور کھلونے وغیرہ وغیرہ نیز درزی کا کام نہایت ہی عمدہ اور بارعایت کیا جاتا ہے جنٹلمین سوٹ۔ لیڈیز ڈریس اور بچوں کے ہر قسم کے کپڑے بنائے جاتے ہیں۔

المشتہر

ابی نیزر برادرز۔ نکلسن روڈ۔ لاہور

کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ۔ لاہور

مسیحیوں کا اپنا بیمہ فنڈ ہے جس میں تمام فرقہ کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے منافع کے مالک بھی ممبران فنڈ ہی ہیں سابقہ ویلیوایشن (مالیت) پانچسالہ میں فنڈ کو بیس ہزار روپیہ کا منافع ہوا۔ اخراجات بہت ہی کم رکھے گئے ہیں حتیٰ کہ ڈائرکٹران فنڈ بلا معاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں زندگی کا بیمہ تین اقسام میں بیواؤں یتیموں کیلئے پنشن بچوں کے لئے تعلیمی وظائف بڑھاپے کیلئے پنشن۔ کم حیثیت اشخاص کیلئے چار آنہ ماہوار تک بیمہ کیا جاتا ہے۔ شرح چندہ مقابلتاً کم رکھی گئی ہیں۔ پونے دو لاکھ روپیہ پنشنوں اور رقوم حقہ میں ادا کیا جا چکا ہے۔ سرمایہ قریباً ساڑھے چار لاکھ۔ زرِ ضمانت ایک لاکھ تیس ہزار سرکار میں جمع ہے ہر شہر اور قصبہ میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر لکھیں۔

فیلڈ سیکرٹری کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ مکلوڈ روڈ۔ لاہور

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective

ہماری

لئے ایک لڑکا

تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا

گیا اور سلطنت اسکے کندھے پر ہوگی۔ اور وہ اس نام سے کہلائے گا۔

عجیب مشیر۔ خدای قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ

اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ

داؤد کے تخت پر اور اسکی مملکت پر آج سے لیکر ابد تک بندوبست

کریگا۔ اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشیگا۔ رب الافواج

کی غیوری یہ کریگی + (توریت، یسعیاہ [illegible] باب [illegible] آیت)

خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا

تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی

پائے + (انجیل، یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت)

Digitized by commissionedwriting.com for the IdeaMines collective